

”ضرب الامثال“ کا مطلب ہے ”مثالیں بیان کرنا۔“ مثال دے کر بات کرنے کا عام طور پر یہ فائدہ ہوتا ہے کہ سامعین یا طلبہ جلدی اور آسانی سے بات سمجھ جاتے ہیں۔ قرآن وحدیث اس اسلوب بیان سے بھرے نظر آتے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں دیکھیں:

①..... ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا

مُصْبَاةٌ﴾ [النور ۲۴: ۳۵]

②..... ﴿مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ﴾

[البقرہ ۲: ۲۶۱]

③..... ﴿... ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ﴾ [ابراہیم ۱۴: ۲۴]

④..... ﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ﴾

[الجمعة ۵: ۶۲]

اسی طرح احادیث بھی ہیں، مثلاً:

«مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ» [بخاری، رقم: ۵۶۴۴ عن ابی ہریرۃ]

«مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَفْقَرُ الْقُرْآنَ.....» [بخاری، رقم: ۵۴۲۷ عن ابی موسیٰ]

اساتذہ کرام اور علماء وخطباء کو چاہیے کہ وہ اپنے مخاطبین یعنی طلبہ اور عام سامعین سے گفتگو کے دوران یہ زالا اور منفرد اسلوب ضرور اختیار کریں۔

اشرف ترین خصوصیت اسلام اور برہان نبوت ۲

حضرت یوسف کے سامنے دو چیزیں آئیں: بارہ برس کی قید عفت و عصمت کے ساتھ، اور ہمیشہ کا عیش و عشرت عصیان و عدوان کے ساتھ۔ لیکن انھوں نے قید صداقت کو عیش معصیت پر ترجیح دی اور کہا:

﴿قَالَ رَبِّ السَّجِّينِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ﴾ [یوسف ۴۰: ۱۲]

”خدا! جس شے کی طرف مجھ کو یہ عورتیں بلا رہی ہیں، اس کے مقابلے میں توفیق کی سختیوں کو برداشت کرنا مجھے زیادہ پسند و محبوب ہے۔“
کتنے عبادِ شب زندہ دار، زبّا و زویہ نشیں، حکمائے فطرت شناس، فلاسفہٴ حقائق آگاہ، اور شنّاورانِ قلزمِ اخلاق و حکمت ہیں جو دعویٰ کر سکتے ہیں کہ تنہائی اور سکون و طمانیت کے کسی تجلہ عیش و نشاط میں ایک صاحبِ دولت و جاہِ فتنہ حسن، منت و شوق، اصرار و التجا، تجوئیف و ترہیب کے ساتھ عیشِ شباب کی دعوت دے کر بلائے گا اور کہے گا کہ ﴿هَيْبَتُ لَكَ﴾ اور پھر وہ یہ کہہ کر گردن موڑ لیں گے کہ

﴿مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾ [یوسف ۲۳: ۱۲]

”استغفر اللہ! تو مجھ سے کبھی نہیں ہو سکتا تو میرے آقا کی بیوی ہے جس نے مجھ کو اچھی طرح رکھا ہے۔ پھر کیا اپنے مالک کی متاع میں خیانت کروں؟ حالاں کہ خائنوں کو خدا کبھی فلاح نہیں دیتا۔“

اور پھر جب اس کی طرف سے اصرار و جوش میں جبر ہو، تو بالکل اس طرح، جیسے کوئی انسان کسی خونخوار اژدھے سے بھاگتا ہے، وہ بھاگ کر بچنے کی کوشش کریں گے؟

پھر دنیا میں کتنے ہیں کہ وہ اپنے کو حضرت یوسف کی جگہ فرض کریں، اور تختِ مصر پر بیٹھ کر اپنے بھائیوں کے ایک ایک جگر خون کن مظالم یاد کریں۔ لیکن جب وہ بھائی، جنھوں نے کنوئیں میں ڈال کر ہلاک کرنا چاہا تھا، ایک فقیر و در یوزہ گر کی صورت میں اقرارِ قصور کریں کہ ﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ أَثَرَكِ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ﴾ تو اس کے جواب میں اُن کی زبانوں سے ”یوسف“ کی طرح نکلے:

﴿لَا تَتْرِبْ عَلَيْنَا الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾

”آج کے دن میری طرف سے تم پر کوئی الزام اور شکایت نہیں۔ میں نے معاف کیا اور خدا بھی تمہارے قصور معاف کر دے کہ وہ ارحم الراحمین ہے۔“

یہی خلقِ نبوت کی آواز ہے، جو فتحِ مکہ کے دن بھی دہرائی گئی تھی، اور جن لوگوں نے اس داعیِ حق کو اپنے طرح طرح کے مظالم و شدائد سے ترک و تن پر مجبور کیا تھا، وہ جب بے بس قیدیوں کی صورت میں اس کے سامنے لائے گئے تو اس نے کہا تھا:

﴿لَا تَتْرِبْ عَلَيْنَا الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾

حاصلِ سخن یہ ہے کہ دعوائے نبوت کی صداقت کے لیے اصل راہِ دلیل نبی کی زندگی ہے۔ اس کا کھانا پینا، رہنا سہنا، عزیزوں اور غیروں سے ملنا، گھر کی معاشرت اور باہر کا سلوک، یہی چیزیں ہیں جو ایک مدعی کے دعوے کی صداقت و عدم صداقت کی شہادت دے سکتی ہیں۔ پس ہر داعیِ الی اللہ کے لیے ضرور ہے کہ اس کی زندگی کا صفحہ ہمیشہ دنیا میں کھلا رہے۔ (مولانا ابوالکلام آزادؒ)

فہرست

| | | |
|----|------------------------------|---------------------|
| 1 | | جواہر پارے |
| 2 | (مولانا ابوالکلام آزاد) | کلمہ طیبہ |
| 5 | (حافظ احمد شاہ) | اداریہ |
| 7 | (ماخوذ از: مولانا عبدالسلام) | اخذ و اقتباس |
| 13 | (مولانا ارشاد الحق اثری) | تحقیق و تنقید |
| 19 | (مولانا محمد ارشد کمال) | مضامین و مقالات |
| 24 | (مولانا عمر فاروق السعدی) | اخذ و اقتباس |
| 29 | (سعید مجتبیٰ السعدی) | یاد رفتگان |
| 31 | (محمد سلیم چنیوٹی) | عالم اسلام اور مغرب |
| 33 | | فہرست کتب |
| 35 | | شعر و ادب |

قرآن کیا ہے؟

| | | | | | | | | |
|---------------------------------|----------------|----------------------|-----------|----------------|-----------------------------|--------------------------|--------------------------------|-------------------------------------|
| اِنْ | تَكْفُرُوْا | فَاِنَّ (فَ + اِنَّ) | اللّٰهُ | غَنِيٌّ | عَنْكُمْ (عَنْ + كُمْ) فَنَ | وَ | لَا | يَرْضٰى |
| اگر | تم کفر کرتے ہو | پس + بے شک | اللہ | غنی/ بے نیاز | سے + تم | اور | نہیں | وہ پسند کرتا |
| لِعِبَادِهِ (لِ + عِبَادِ + هِ) | اَلْكُفْرَ ۚ | وَ | اِنْ | تَشْكُرُوْا | يَرْضَاهُ (يَرْضَ + هُ) | لَكُمْ (لِ + كُمْ) ط | وَ | لَا |
| کے لیے + بندے + اُس کے | کفر | اور | اگر | تم شکر کرتے ہو | وہ پسند کرتا ہے + اُسے | واسطے + تمہارے | اور | نہیں |
| تَزِدُّ | وَازِدَةً | وَزَرَ | اُخْرٰى ط | ثُمَّ | اِلٰى | رَبِّكُمْ (رَبِّ + كُمْ) | مَرْجِعُكُمْ (مَرْجِعُ + كُمْ) | فِيْئِيْنَكُمْ (فَ + يِيْنُ + كُمْ) |
| اٹھائے گی | اٹھانے والی | بوجھ | دوسری | پھر | طرف | پروردگار + تمہارا | لوٹنا + تمہارا | پس + وہ خبر دے گا + تمہیں |
| بِمَا (بِ + مَا) | كُنْتُمْ | تَعْمَلُوْنَ ⑥ | | | | | | |
| ساتھ + جو | تم تھے | تم عمل کرتے ہو | | | | | | |

”اگر تم کفر (ناشکری) کی راہ اختیار کرو گے تو حقیقت جانو کہ اللہ تم سے بے نیاز ہے تاہم وہ اپنے بندوں کے کفر پسند نہیں کرتا، اور اگر تم (اُس کی تمام نعمتوں کا) شکر ادا کرو گے تو یہ بات وہ تمہارے لیے پسند کرتا ہے، اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، پھر تمہارے رب ہی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے تو وہ تمہیں آگاہ کرے گا جو تم اعمال کیا کرتے تھے۔“

بخل اور حرص عام ہوگا اور عمل کم ہو جائے گا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَتَفَارَبُ الزَّهْمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ» [بخاری: ۷۰۶۱]

” (قیامت کے نزدیک) زمانہ (یعنی وقت) قریب قریب ہو جائے گا اور عمل کم ہو جائے گا اور بخل و حرص دلوں میں ڈال دیا جائے گا۔“

قرض کی ادائیگی کی دعا

ایک غلام معاہدہ آزادی کے بعد اپنی آزادی کی مقررہ رقم ادا کرنے سے عاجز تھا، اُس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کچھ مدد چاہی تو انھوں نے فرمایا: میں تمہیں وہ کلمات سکھاتا ہوں جو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔ اگر تم پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے ادا فرما دے گا:

«اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَنْ مَسْوَاكَ» [ترمذی: ۳۵۶۳]

”اے اللہ! تو مجھے اپنے حلال کے ذریعے اپنی حرام کردہ اشیاء سے کافی ہو جا اور اپنے فضل کے ساتھ مجھے اپنے سوا ہر ایک سے غنی و بے نیاز کر دے۔“

خوش آمد اتحاد

حافظ احمد شاکر

اداریہ

امریکا دنیا بھر میں جمہوریت کا محافظ، داعی اور اس پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ دار ہے۔

①..... لیکن الجزائر میں جب ووٹر اسلام کے داعی جماعت کو چن کر حق رائے دہی کا اظہار کرتی ہے تو امریکا اس کو مسترد کر دیتا ہے کہ اسلام کہیں بھی اس کو وارے نہیں آتا۔ ②..... فلسطین میں فلسطینی عوام جب حماس کو ووٹ دے کر کامیاب کرتے ہیں تو امریکا اقتدار حماس کے حوالے کرنے سے ابا یعنی انکار کر دیتا ہے کہ اس کا ناجائز بچہ اسرائیل موہنہ بسورنا اور ناراض ہوتا ہے جسے امریکا برداشت نہیں کر پاتا۔ ③..... لبنان کے عوام حزب اللہ کو پسند کرتے اور اس کو منتخب کرتے ہیں لیکن وہاں ووٹ کے تقدس کو جوتے کی نوک پر رکھ کر ٹھوکر مار دیتا ہے کہ پڑوسی بچہ..... اسرائیل..... ریں ریں کرتا ہے۔ ④..... کشمیر کے مسلمان عرصہ ساٹھ سال سے حق رائے دہی کے آزادانہ استعمال کا حق مانگ رہے ہیں۔ کشمیری مسلمانوں کے اس جائز مطالبے پر بھارتی حکومت مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہی ہے لیکن امریکی ہمدردیاں بھارت کے ساتھ اس لیے ہیں کہ وہ چین کی نگرانی کے لیے شمالی علاقہ جات پر کنٹرول کا دیرینہ آرزو مند ہے۔ جب کہ مسلم ملک انڈونیشیا کے جزیرے مشرقی تیمور میں عیسائیوں کو حق رائے دہی دینے کے لیے اس نے نام نہاد دہشت گرد حملوں کی آڑ میں اس طرح پھرتی دکھائی کہ اس نے عیسائی جزیرے کو حق رائے دہی دلو کر اس کو خود مختاری اور اس کے حملہ شرات سے نوازا دیا ہے۔

امریکا کی اس پالیسی کو انصاف کیسے کہا جاسکتا ہے۔ اب وقت ہے کہ امریکی امداد پر پلنے والے اسلامی ممالک اور امریکا کے ذل خوار مسلمان حکم ران جو امریکا کی جمہوریت، انصاف اور حقوق انسانی کے شاخوانوں کو کد اب عمل سے واضح کر دینا چاہیے کہ وہ امریکی مفادات کے نگہبان ہیں یا مسلم امہ کی فلاح و بہبود کے علم بردار!

یہی حال دہشت گردی کا ہے کہ جب یوسنیا میں عیسائی درندے مسلمانوں کے نشتر لگا رہے تھے، کسودو میں مسلمانوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑ رہے تھے، نہتے افغانوں پر میزائل حملے کیے جارہے تھے بلکہ اب تک کیے جارہے ہیں عراق سے آمدہ سو فیصد جھوٹی رپورٹوں پر جو ان لاشوں کے ڈھیر لگائے جارہے تھے، بے گناہ عورتوں کو موت کی آغوش میں سلایا جارہا تھا، معصوم بچوں کو خون میں نہلایا جارہا تھا اور لبنان میں جب خون کی ندیاں بہا رہی تھیں تو کیا یہ دہشت گردی نہیں تھی؟ سوات، باجوڑ اور وزیرستان میں جو درون حملے کیے جارہے ہیں اس کو دہشت گردی کہتے ہوئے امریکا کی زبان کیوں لڑکھڑا جاتی ہے۔ بلکہ ڈھٹائی کی انتہا یہ ہے کہ وہ اسے مستقبل کی موہوم دہشت گردی تصور کر کے اس کو اپنا حق کہتا ہے۔ حیرانگی تو اس بات پر ہے کہ ہمارے حکم ران اب تک سوات، باجوڑ، وزیرستان سے زندہ یا مردہ پکڑے جانے والے دہشت گردوں کے بارے میں قوم کو اعتماد میں نہیں لے رہے کہ وہ مسلمان بھی ہیں یا نہیں؟ اخبارات میں آمدہ خبروں کے مطابق ان میں غیر مسلم بھی پائے جاتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہمارے حکم ران اس کی تفصیلات بتانے کے بجائے امریکا کے آگے بھیگی بلی بنے ہوئے ہیں، اس کے آگے میاں رہے ہیں، اور ان حملوں کا زیادہ سے زیادہ معاوضہ طلب کر رہے ہیں تاکہ وہ اپنے چند وزیروں کی فوج ظفر موج پال سکیں۔ واضح اور صریح بات یہ ہے کہ امریکا کے حملے رکوانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کی ہر قسم کی امداد ٹھکرا دی جائے۔

غزہ پر اسرائیل کی تازہ بربریت دہشت گردی کی بدترین مثال ہے۔ لیکن اس سے مسلم امہ کی کروٹ لینے کے آثار اب ہویدا ہونے لگے ہیں۔ پہلے تو سعودی عرب نے سعودی امن منصوبہ پیش کیا جس میں مثبت انداز میں امریکا کو متنبہ کیا گیا۔ سعودی وزیر خارجہ شہزادہ ترکی الفیصل کے مضمون کے چیدہ چیدہ حصے روزنامہ ایکسپریس کی ۲۷ جنوری ۲۰۰۹ء کی اشاعت سے نقل کیے جارہے ہیں:

”میں کئی عشروں تک سرکاری ملازم رہا ہوں اور میں نے ہمیشہ عرب اسرائیل امن عمل کی حمایت کی ہے اور اس کی ترویج کی کوشش کی ہے۔ حالیہ عرصے میں، میں نے دلیل دی تھی سعودی امن منصوبہ او با ما انتظامیہ کے زیر اہتمام نافذ کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اسرائیلی اور فلسطینی دونوں مشکل مفاہمتوں پر آمادہ ہو سکیں۔ میں نے ایک تقریب میں اپنے سامعین سے کہا تھا کہ امریکا کی نئی انتظامیہ کے لیے اس معاملے پر اپنی توانائی صرف کرنا کوئی گھائے کا سودا نہیں ہوگا۔ لیکن جب اسرائیل نے غزہ پر اپنا خونخوار حملہ کر دیا تو اب امن وامان کی تمام اپیلیں اور التجائیں بے معنی ہو کر رہ گئی ہیں۔ گزشتہ ہفتوں میں اسرائیلی دفاعی فورسز نے نہ صرف ایک ہزار سے زائد فلسطینیوں کو قتل کر ڈالا بلکہ امن کے امکان کو ہی نابود کرنے کی کوشش کی۔ اب اگر امریکا کی نئی انتظامیہ نے فلسطینیوں کے مزید قتل عام اور ان کی تباہ کاریوں کو روکنے کی خاطر کوئی سخت اقدامات نہ کیے تو نہ صرف امن عمل بلکہ امریکا سعودی تعلقات سمیت خطے کی سلامتی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔

نیز انھوں نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں کہا ہے کہ اگر کوئی منصفانہ سمجھوتہ عمل میں نہ آیا تو ہم تمہاری طرف اپنی پیٹھ پھیر لیں گے۔ سعودی فرمان روا شاہ عبداللہ نے تمام عرب اور عالم اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے کویت میں ہونے والی عرب لیگ کی سربراہ کانفرنس میں کہا تھا کہ اگرچہ عرب امن منصوبہ اس وقت مذاکراتی میز پر رکھا ہے مگر یہ زیادہ دیر تک وہاں نہیں رہے گا۔ اب ساری دنیا ان احساسات کو سمجھ رہی ہے۔

اس سارے ظلم و تشدد میں امریکا معصوم نہیں ہے۔ بش انتظامیہ نے علاقے میں ظلم کا جو بازار گرم کیا عراق پر حملہ کر کے ہزاروں بے گناہ انسانوں کو ہلاک کر دیا اور ابو غریب جیل میں قیدیوں کے ساتھ بدسلوکی میں انسانی حقوق کی جس طرح دھجیاں اڑائی گئیں اسی پر بس نہیں کیا گیا بلکہ غزہ میں معصوم فلسطینیوں کے قتل و غارت کے موقع پر جس طرح بے حسی کا مظاہرہ کیا اس سے اسرائیل کے حوصلے اور زیادہ بڑھ گئے۔ اگر امریکا مشرق وسطیٰ میں بدستور قیادت کا کردار ادا کرنے کا خواہاں ہے اور اپنے نزو و براتی الحاق کو قائم رکھنا چاہتا ہے بالخصوص سعودی عرب کے ساتھ ”خصوصی تعلقات“ برقرار رکھنا چاہتا ہے تو اسے اسرائیل اور فلسطین کے حوالے سے اپنی پالیسیوں کو یکسر تبدیل کرنا ہوگا۔

سب سے پہلے تو صدر باراک اوباما کو غزہ میں ہونے والی تباہی و بربادی کا مداوا کرنا چاہیے اور اس کی وجوہات کا جائزہ لینا چاہیے۔ اگر موصوف نے اس کا بھی سارا الزام حماس کی راکٹ فائرنگ پر عائد کیا تو انھیں اسرائیل کی اس بربریت کی مذمت میں بھی دوبول زبان سے نکالنے چاہئیں اور اقوام متحدہ میں اس حوالے سے پیش کی جانے والی قراردادوں کی حمایت کرنا چاہیے۔ مسٹر اوباما کو چاہیے وہ سعودی امن فارمولے کی بھرپور حمایت کریں جو کہ اسرائیل سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ عالمی قراردادوں اور قوانین کا کچھ تو خیال کرے اور ۱۹۶۷ء میں جن فلسطینی زمینوں پر قبضہ کیا گیا تھا وہ چھوڑ دے۔ نیز مشرقی یروشلم کو بھی فلسطینیوں کے لیے خالی کر دے اور ۴ جون ۱۹۶۷ء والی سرحدوں پر واپس چلا جائے اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد نمبر ۱۹۴ کے تحت مہاجر ہونے والے فلسطینیوں کا مسئلہ حل کرے اور فلسطین کی آزاد ریاست بنانے کی اجازت دے جس کا دارالحکومت مشرقی یروشلم ہو۔ اس کے جواب میں عربوں کی طرف سے اسرائیل کے خلاف ہر قسم کی متشدانہ کارروائیوں کا از خود اختتام ہو جائے گا۔ کیوں کہ تب ان کی کوئی ضروریات یا جواز باقی نہ رہے گا جس کے بعد تمام عرب ممالک اسرائیل کے ساتھ مکمل سفارتی تعلقات قائم کر لیں گے۔

گزشتہ ہفتے ایران کے صدر محمود احمدی نژاد نے سعودی فرمان روا شاہ عبداللہ کے نام ایک خط لکھا ہے جس میں سعودی عرب کو نہ صرف عرب دنیا بلکہ پورے عالم اسلام کا لیڈر تسلیم کیا گیا ہے اور ان پر زور دیا ہے کہ غزہ میں مارے جانے والے ہمارے معصوم بچوں کا بدلہ لیا جائے۔ یہ مکتوب اس اعتبار سے بے حد اہم ہے کہ اس میں ہمارے سخت مخالف ایران نے بھی سعودی مملکت کی فوقیت تسلیم کر لی ہے۔ گویا اس جنگ نے پورے خطے کو متحد کر دیا ہے۔ شیعہ اور سنی دونوں اسرائیل کے خلاف اکٹھے ہو گئے ہیں۔ احمدی نژاد کے خط میں سعودی عرب پر مزید زور دیا گیا ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف جہاد کا اعلان کریں اور اگر ایسا ہو گیا تو اس کے نتیجے میں خطے میں ایسا قتل و غارت ہوگا اور اتنی تباہی و بربادی ہوگی جس کی تاریخ میں پہلے کوئی مثال نہیں ملے گی۔

ابھی تک تو سعودی عرب نے ان مطالبات کی مزاحمت کی ہے لیکن دن بدن اس مزاحمت کو قائم رکھنا مشکل سے مشکل تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ بالخصوص جب اسرائیل فلسطینیوں کی اراضی اور ممالک پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی خاطر جان بوجھ کر قتل و غارت کرتا ہے۔ ان کے گھروں کو منہدم کر دیتا ہے، ان کے کھیتوں کو اجاڑ دیتا ہے، اور ان پر غیر انسانی محاصرہ نافذ کر دیتا ہے تو اس صورت میں دنیا بھر سے احساس اور درد دل رکھنے والے لوگ فلسطینیوں کے حق میں آواز بلند کرتے ہیں اور اسرائیل کے خلاف سخت اقدام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں مملکت سعودیہ اپنے شہریوں کو اسرائیل کے خلاف پھرجانے سے ہرگز نہیں روک سکے گی۔ آج ہر سعودی شہری غزہ کا دکھ دل کی گہرائیوں سے محسوس کر رہا ہے اور ہمیں مرحوم شاہ فیصل کے الفاظ یاد آ رہے ہیں ”مجھے امید ہے آپ میری ان تلخ باتوں کو معاف کر دیں گے لیکن جب مجھے خیال آتا ہے کہ یروشلم میں ہماری مقدس مسجد پر حملہ کر کے اسے شہید کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ اگر میں مقدس جہاد شروع کرنے کے ناقابل ہوں تو میرے مولا میں ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہنا چاہتا۔“

دوسرے نمبر پر ترکی کے وزیر اعظم جناب طیب اردگان کا کانفرنس میں اسرائیلی وزیر اعظم کی تقریر کا جواب دینے کے لیے وقت نہ ملنے پر واک آؤٹ کرنے کا جرات مندانہ قدم تھا۔

تیسرے نمبر پر ایران سعودیہ کی خلیج دن بدن کم بلکہ اس مسئلہ پر اس کا پانا جانا بمقابلہ ملت کفر یہ خوش آئند ہے۔ ایران نے بھی اب سعودیہ پر اعتماد کا اظہار کر دیا ہے امید ہے کہ یہ دونوں برادر اسلامی ملک ایک دوسرے کی فقہی آراء اور حکومتی قوانین کا احترام کرتے ہوئے مسلم امہ کے بہتر مستقبل کا باعث بن جائیں گے۔ اب جب کہ ایران نے بھی سعودی عرب پر اعتماد کا اظہار کر دیا ہے تو اب چاہیے سعودی عرب..... جو مسلم امہ بلکہ انسانیت کی خدمت کے شرف سے ہمیشہ مشرف رہا ہے..... مزید ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرے اور مسلم امہ کو چاہیے کہ وہ اپنی قیادت کا تاج سعودی عرب کی خدمت میں پیش کر دے۔ سعودی عرب حرمین شریفین کے باعث مسلم امہ کی عقیدت کا مرکز تو ہے ہی اب اس کو مسلم امہ کی سیاست کا مرکز بنانے میں بھی مسلم امہ کو تگ و دو کرنی چاہیے۔

آداب فتاویٰ

احتیاط اور تقاضے

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (م: ۷۵۱ھ)

ماخوذ از فتاویٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام صاحب بستوی

فائدہ (۱۵):

ہے؟ اُن کے انکار پر آپ ﷺ نے بھی گواہ رہنے سے انکار کر دیا اور گویا اس تشریح سے سمجھا دیا کہ سب بچے کسی ہبہ میں شریک ہوں تو وہ ہبہ صحیح ہے ورنہ نہیں۔

ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے جب انھوں نے آپ ﷺ سے اپنے گھر میں فرض نماز پڑھنے کی رخصت طلب کی تو آپ نے اُن سے وضاحت طلب کی کہ کیا تم اذان سنتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو نماز کے لیے آنا ضروری ہے۔ پس اس میں تفصیل کر دی کہ اگر اذان کی آواز کان میں نہیں پڑتی تو اور حکم ہے ورنہ مسجد میں آنا ضروری ہے۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے مجامعت کر بیٹھا ہے تو آپ نے تفصیل کی کہ اگر جبراً اُس سے یہ کام لیا ہے تو لونڈی آزاد ہے اور اسے اس جیسی لونڈی خرید کر دینی ہوگی اور اگر رضا مندی سے کیا ہے تو وہ لونڈی اسی کی ہو جائے گی اور اس کی مالک کو اسے اس کے مثل اور لونڈی دینی ہوگی۔ ایسے آپ ﷺ کے فتوے بہ کثرت ہیں۔

دھوبی کا مسئلہ: پس جب مفتی سے سوال ہو کہ ایک شخص نے دھوبی کو کپڑے دھونے کے لیے دیے اس نے پہلے انکار کر دیا پھر اقرار کیا تو وہ دھلائی کی اجرت کا بھی مستحق ہے یا نہیں؟ تو ہاں یا نہیں سے جواب دینا درست نہیں ہے۔ ٹھیک یہی ہے کہ اس میں تفصیل ہے یعنی اگر دھونے کے بعد انکار کیا ہے تو اسے دھلائی ملے گی۔ کیوں کہ اس نے مالک کے

جہاں کہیں کسی مسئلے کا جواب تفصیلی ہو وہاں مفتی کو بھی تفصیل کر دینی چاہیے۔ ہاں جہاں یہ معلوم ہو جائے کہ سائل کی غرض اس کی فلاں خاص قسم کے سوال سے ہی ہے تو اور بات ہے لیکن جب مسئلہ محتاج بیان و تشریح ہو تو اسے ضرور کھول کر بیان کرنا چاہیے۔ دیکھئے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے زنا کا اقرار کیا تو آپ نے اُن سے تفصیل دریافت کی تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ معاملہ مقدماتِ زنا تک ہی محدود رہا یا نفسِ زنا کا ارتکاب ہوا؟ جب یہ بات صاف ہو گئی تو دریافت فرمایا کہ یہ مجنون تو نہیں کہ اس کا اقرار بے وقعت ہو؟ یا عاقل ہے کہ اس کا کہنا معتبر مانا جائے۔ جب یہ بھی پتا چل گیا تو اس بات کو معلوم کیا کہ کہیں یہ نشے کی حالت میں تو نہیں؟ جب یہ بھی کھل گیا تو پھر پوچھا کہ یہ شادی شدہ ہے یا مجرد؟ جب یہ بھی معلوم ہو گیا کہ شادی شدہ ہے تو آپ نے اس پر حد قائم کی۔

ایک عورت کے اس سوال پر کہ جب عورت کو احتلام ہو اس پر غسل ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ ”ہاں جب پانی دیکھے“ معلوم ہو کہ اس صورت میں غسل واجب ہے ورنہ نہیں۔ مسئلے کی تفصیل ہو گئی اور اس کی دونوں شقیں ظاہر ہو گئیں۔

حضرت ابولیمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے جب آپ سے درخواست کی کہ انھوں نے اپنے بیٹے کو ایک غلام دیا ہے، آپ اس پر گواہ رہیں، آپ ﷺ نے تفصیل دریافت کی کہ اپنے سب بچوں کو اسی طرح دیا

لیے دھوئے ہیں اور اگر انکار کے بعد دھوئے ہیں تو ظاہر ہے کہ اپنے دھوئے ہیں پس مستحق اجرت نہیں۔

قسم کا مسئلہ: اسی طرح مثلاً کسی سے پوچھا گیا کہ فلاں شخص نے قسم کھائی تھی کہ فلاں کام نہیں کرے گا۔ پھر اس نے وہ کام کر لیا تو مفتی کے لیے جائز نہیں کہ بغیر تفصیل کے فتوے دے دے۔ بلکہ معلوم کر لے کہ وہ کام کرتے وقت جانتا بوجھتا اور عقل و ہوش ٹھکانے تھا یا نہیں؟ قسم کے وقت باختیار تھا یا نہیں؟ قسم کے بعد ان شاء اللہ کہا تھا یا نہیں؟ اگر نہیں کہا تھا تو اس کام کو کرنے کے وقت جانتا بوجھتا یا درکھتا اور صاحب اختیار تھا یا بھولا بھرا یا جاہل یا زبردستی کہا گیا تھا؟ پھر اگر صاحب علم و اختیار تھا تو کیا کام اُس کے ارادہ و اختیار میں تھا بھی یا نہیں؟ کہ یونہی اُس کی نیت کر لی، یا اُسے ان کے ماتحت داخل کرنے کا قصد ہی نہیں کیا تھا نہ اس کی تخصیص کا خیال کیا تھا۔ ان تمام سوالوں کے صحیح جواب پر فتوے کی صورت بھی بدل جائے گی۔

ہمارے زمانے کے ایک مفتی صاحب کا واقعہ ہے کہ انھوں نے بارہا بغیر تفصیل جانے فتویٰ دے دیا کہ اس نے قسم توڑ دی ہے۔ لیکن جب ہم نے اس کی تشریح دریافت کی تو ثابت ہوا کہ وہ فتویٰ خود اس کے مذہب کے مطابق بھی نہیں۔

یاد رہے کہ مفتی کا عہدہ بڑا احساس اور نازک عہدہ ہے۔ وہ تو گویا خدا رسول کا نائب ہے، وہ تو خدا رسول کی کہی ہوئی باتیں سناتا ہے وہ تو یہ خبر دیتا ہے کہ اللہ نے یہ حکم کیا اللہ نے یہ حرام کیا اللہ نے یہ واجب کیا۔

اسی طرح مثلاً سوال کیا گیا کہ ظہر عصر کی نمازوں کو جمع کرنے میں تفریق جائز ہے یا نہیں، تو لامحالہ دونوں صورتوں کا الگ الگ فتویٰ دینا ہوگا۔ اگر جمع ظہر کے وقت میں ہے تو جدائی جائز نہیں اور اگر عصر کے وقت میں ہے تو تفریق جائز ہے۔

اسی طرح کسی شخص سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے دوسرے کو زبردستی مجبور کر دیا کہ اس سامان کو آگ لگا دو یا اس گھر کو ڈھا دو یا اس مال کو تلف کر دو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ اس نے اپنی جان بچانے کی خاطر ایسا کیا تو اس کے ذمے اس تلف کردہ مال کی قیمت ہوگی یا نہیں؟ اس کا جواب بھی تفصیل طلب ہے۔ یعنی اگر وہ مال زبردستی کرنے والے

کا ہی تھا تو اس پر کوئی ضمانت نہیں اگر کسی اور کا تھا تو اس کے ذمے ہے۔
کفارہ ظہار پر فتویٰ: اسی طرح اگر یہ سوال ہوا کہ جس شخص نے ظہار کیا تھا اس نے اثنائے کفارہ میں وطی کی تو کیا اسے از سر نو کفارہ دینا ہوگا یا جو دے چکا اسی پر بنا کرنی ہوگی؟ اس کا جواب بھی تفصیل سے دینا ہوگا یعنی اگر وہ روزوں سے کفارہ ادا کر رہا تھا اور اسی اثنا میں اس نے یہ حرکت کی ہے تو اسے نئے سرے سے روزے رکھنے پڑیں گے اور اگر کھانا کھلانے سے کفارہ ادا کر رہا تھا اور اسی اثنا میں اس نے یہ حرکت کی تو نئے سرے سے نہ آئے گا بلکہ جتنا ادا کر چکا ہے ہو گیا آگے سے اُسے پورا کر دے۔ اس لیے کہ روزوں میں یہ شرط ہے کہ پے در پے ہوں اور عورت کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہوں بخلاف کھانا کھلانے کے۔

اسی طرح کوئی سوال کرے کہ غلام آزاد کرنے کی شکل میں کفارہ ادا کرنے والا ایسا غلام آزاد کرے جس کی انگلیاں کٹی ہوئی ہوں تو کیا حکم ہے؟ اس کا جواب بھی تفصیل طلب ہے۔ یعنی یہ کہ اگر انگوٹھا کٹا ہوا ہے تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ اگر چھنگلیاں اور اس کے پاس کی انگلی کٹی ہوئی ہے تو بھی جواب میں تشریح ہونی ضروری ہے۔ یعنی اگر ایک ہی ہاتھ کی یہ دونوں انگلیاں ہیں تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔

اسی طرح اگر سوال ہو کہ کسی فاسق نے کوئی گری پڑی چیز اٹھالی ہے یا راستے میں کوئی بچہ پایا ہے تو آیا اسی کے پاس رہنے دیا جائے یا نہیں؟ تو اس کا جواب بھی تفصیل طلب ہے کہ گمشدہ چیز کے روک رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن بچہ نہیں رہنے دیا جائے گا اس لیے کہ رستے سے ملنے والی چیز تو گویا ایک کمائی ہے اس سے نہ روکا جائے لیکن بچے کی ولایت کا حق دار فاسق شخص نہیں بن سکتا۔

اسی طرح اگر سوال ہوا کہ کسی نے مچھلی خریدی اس کے پیٹ میں سے مال نکالا تو کیا کرنا چاہیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر موتی اور جوہر طرح کی چیز ہے تو وہ ماہی گیر کا حق ہے اس لیے کہ اس نے شکار کیا ہے اور اسے چھوڑ دینے میں اس کا جی ہرگز راضی نہ ہوگا اور اگر انگوٹھی یا دینار ہے تو وہ گری پڑی چیز کے حکم میں ہے خریدار کے پاس رہے گی اور وہ دوسری چیزوں کی طرح اس کا اعلان کروائے گا۔

اسی طرح کسی نے سوال کیا کہ میں نے ایک جانور خریدا اس کے

پیٹ میں سے جو ہر پایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ جانور بکری ہے تو یہ جوہر لفظ میں داخل ہے سال بھر تک اعلان کروا تا رہے پھر اپنے کام میں لائے اور اگر وہ کوئی تری کا جانور ہے مثلاً مچھلی وغیرہ تو وہ اس کے شکار کرنے والے کا حق ہے۔ ان دونوں صورتوں کا فرق واضح ہے۔

اسی طرح کا یہ سوال ہے کہ ایک غلام نے کوئی گمشدہ چیز پائی اور پھر اسے خرچ کر دیا تو اسی کے ذمے ہے یا اس کی گردن کے ذمے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اعلان کروائے اور لوگوں کو اطلاع دیے بغیر ہی خرچ کر ڈالی ہے تو اس کی گردن پر ہے اور اگر ایک سال تک اعلان کرتے رہنے کے بعد خرچ کر دی ہے تو وہ اس کے اپنے ذمے ہے آزادی کے بعد اس سے وصول کی جائے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ان دونوں صورتوں میں فرق کیا ہے اس لیے کہ سال بھر سے پہلے اسے خرچ کرنے کا حق نہیں تھا۔ پھر اس نے خرچ کر دیا تو اس کا بوجھ اسی پر ہوگا اور سال کے گزر جانے کے بعد یہ بہ نسبت اپنے مال کے روکا نہیں گیا اس وقت کا خرچ گویا اپنے مالک کی اجازت سے خرچ ہوگا۔ پس اس کے ذمہ ہوگا جیسے اس کا اپنا فرض۔

اسی طرح سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنی گمشدہ چیز تلاش کر کے لانے والے کے لیے کوئی انعام مقرر کیا ہے تو کیا اس انعام کا مستحق اس چیز کا پیش کرنے والا ہے یا نہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ اگر اس خبر کے ملنے سے پہلے وہ چیز اُسے ملی ہے تو وہ انعام کا مستحق نہیں۔ اس لیے کہ اس نے اس انعام کی خاطر اُسے نہ تلاش کیا نہ پایا اور جب اس کا مالک ظاہر ہو گیا تو اس کا لوٹنا شرعاً اس کے ذمہ تھا۔ ہاں اگر یہ خبر پالینے کے بعد اسے وہ چیز ملی ہے تو بے شک وہ اس انعام کا مستحق ہے۔

اسی طرح کسی سے سوال ہوا کہ کیا ماں باپ کو اپنے لڑکے کے مال کا مالک ہونا یا اسے ہبہ کی ہوئی چیز کا واپس لے لینا جائز ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ باپ کو جائز ہے ماں کو نہیں۔

مدعی نکاح: اسی طرح ایک شخص نے ایک عورت سے اپنے نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت بھی اقراری ہے تو اس کا اقرار معتبر مانا جائے گا یا نہیں؟ اس کا جواب بھی تفصیل سے ہے کہ اگر وہی شخص دعوے دار ہے تو عورت کا اقرار معتبر ہے اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور بھی دعویٰ رکھتا ہے تو

پھر قبول نہیں۔

اسی طرح اگر سوال ہو کہ ایک شخص مر گیا ہے اُس کے وارثوں نے اس کے ترکے میں سے کسی چیز کا دعویٰ کیا ہے اور اس پر ایک گواہ بھی کھڑا کر دیا، اُن میں سے ہر ایک کو قسم دی گئی، بعضوں نے قسم کھالی تو اپنے حصے کے حق دار سمجھے گئے۔ تو سوال یہ ہے کہ جن لوگوں نے قسم نہیں کھائی وہ قسم اٹھا کر مال حاصل کرنے والوں کے حصے میں شریک ہوں گے یا نہیں؟

تو اس کا جواب بھی تفصیل طلب ہے یعنی اگر قرض پر دعویٰ ہے (کہ اس نے ہمارا قرض دینا تھا)۔ تو اوروں کا اس میں حصہ نہیں صرف قسم کھانے والے کو اس کے حصے کے مطابق مل جائے گا اور اگر عین یعنی اصل مال پر ہی قسم ہے تو نہ قسم کھانے والے بھی اس میں شریک ہوں گے اس لیے کہ قرض غیر متعین ہے جو قسم کھائے گا وہ اپنے حصے کے برابر قرض کا حق دار ہوگا نہ کہ اس کے سوا کا۔ اور جس نے قسم نہیں کھائی اس کا حق ثابت ہی نہیں ہوا۔ ہاں اگر عین مال پر دعویٰ ہے تو تمام وارث اس میں شامل رہیں گے کیوں کہ اس میں ہر وارث شریک ہے۔ ان میں وہ چیز مشترک ہے اور ان کے حقوق اس عین چیز میں شامل ہیں پس جو خالص ہو جائے وہ ان میں مشترک ہے اور باقی ان کی جماعت پر غصب ہے۔

تحریر دعویٰ سے پہلے حاکم کا فرض: اسی طرح جب اُس شخص کے بارے میں سوال کیا جائے جس نے عدالت میں دعویٰ دائر کرائے بغیر اپنے مخالف پر سختی کی تو کیا حاکم اُسے حاضر کرے گا؟

اس کے جواب میں بھی تفصیل ہے کہ اگر اس نے شہر میں حاضر شخص پر کیا ہے تو اسے بلوایا جائے گا کیوں کہ اس میں مشقت نہیں اور اگر غائب پر کیا ہے تو نہ بلوایا جائے گا حتیٰ کہ دعویٰ دائر کرائے۔

اسی طرح یہ سوال کہ شکار کا کوئی عضو کٹ کر الگ ہو گیا اور شکار بھاگ گیا تو آیا اس ٹکڑے کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ اگر تری کا شکار ہے تو جائز ہے اور اگر خشکی کا ہے تو حلال نہیں۔

ذمی کافروں سے عشر: اسی طرح اگر یہ سوال کیا جائے کہ ذمی تاجر سے عشر لیا جائے گا یا نہیں؟

تو جواب یہ ہے کہ اگر وہ مرد ہے تو اس سے لیا جائے گا اور اگر

عورت ہے تو اگر وہ حجاز کی سرزمین میں آئی تو اس سے لیا جائے گا اور اگر اُس نے کسی اور جگہ تجارت کی ہے تو اس سے نہیں لیا جائے گا۔ اس لیے کہ وہ حجاز کی بجائے کسی اور جگہ جزیہ دیے بغیر رہی ہے۔

باپ کی میراث طلی: اسی طرح اگر سوال ہو کہ ایک شخص مر گیا اس کا باپ اپنا حصہ میراث مانگتا ہے اور یہ اب تک معلوم نہیں ہوا کہ اس کے سوا اور کون کون اس کے وارث ہیں تو باپ کو کتنا دینا چاہیے؟

تو اس کا جواب بھی علیحدہ علیحدہ کر کے دینا ہوگا۔ یعنی اگر مرنے والا مرد ہے تو باپ کو ۲ حصوں میں سے چار دیئے جائیں گے اس لیے کہ انتہائی یہ ہے کہ باپ کے ساتھ بیوی ماں اور دو لڑکیاں ہوں تو اس صورت میں اس کا یہی حصہ ہے اور اگر میت عورت ہے تو فی پندرہ دو کا حصہ ہے۔ اس لیے کہ زیادہ سے زیادہ یہاں یہ صورت مانی جاسکتی ہے کہ خاوند ہو، ماں ہو اور دو لڑکیاں ہوں اور اس حالت میں اس کا حصہ پندرہ حصوں میں سے دو کا ہوگا۔

اگر ایک سائل کہتا ہے کہ کسی میت نے تین لڑکیاں چھوڑیں ان کے لڑکے ایک سے نیچے ایک ہیں ساتھ ہی اس کی علیادادی کے۔

تو مفتی جواب دے گا کہ اگر میت مرد ہے تو مسئلہ محال ہے اس لیے کہ اس صورت میں اعلیٰ دادا خود میت ہی ہوا ہاں اگر وہ عورت ہے تو اعلیٰ دادا میت کا خاوند ہوگا یا اس طرح نہیں ہوگا۔ اگر خاوند ہو تو اسے چوتھائی حصہ ملے گا اور اونچے والی کو آدھا اور درمیان والی کو چھٹا حصہ تاکہ دو ٹکٹ (تہائی) پورے ہو جائیں اور باقی مال عصہ کو مل جائے گا۔

اگر سائل کہے کہ میت نے دو لڑکیاں اور ماں باپ چھوڑے ہیں ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے ان دو میں سے ایک مر گئی اور اپنے وارثوں کو چھوڑ گئی تو مفتی کہے گا کہ اگر مرنے والا مرد ہے تو مسئلہ چھ سے ہوگا دو حصے ماں باپ کے اور دو حصے دونوں لڑکیوں کے۔ جب ان میں سے ایک مر گئی تو اس کے پیچھے اس کی دادی، دادا اور باپ کی طرف سے ایک بہن بچی۔ تو یہ مسئلہ بھی چھ سے ہوگا اور پھر اس کی تصحیح اٹھارہ سے ہوگی اور اس کا ترکہ دو حصے ہے۔ اس کے نئے مسئلے سے اس کی موافقت نصف سے ہے پس وہ نو پر لوٹا دیا جائے گا۔ پھر اسے چھ میں ضرب دی جائے گی تو چون (۵۴) حصے ہو جائیں گے اسی سے اس کی تصحیح ہوگی۔ اگر میت

عورت ہے تو اس کا فریضہ بھی چھ ہوگا پھر دو لڑکیوں میں سے ایک کے دو حصے رہ جائیں گے اور اس کے وارث نانی نانا اور باپ کی طرف کی بہن۔ تو نانا کو کچھ نہیں ملے گا، نانی کو سدس دیا جائے گا بہن کو نصف ملے گا باقی عصہ کو دے دیا جائے گا، مسئلہ چھ سے ہوگا اس کے دو حصے ہوں گے پس تین کو پہلے مسئلے میں ضرب دینے سے اٹھارہ ہو جائیں گے۔

اصل مقصود: اس ساری بحث سے مقصود صرف اسی قدر ہے کہ جب سوال میں کئی احتمال ہوں تو مطلق اور مجمل جواب نہ دینا چاہیے بلکہ تفصیل واجب ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ عموماً مفتی صاحبان اس طرح کے مواقع پر غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں، مفتی کے سامنے مسائل عجیب و غریب طرح طرح کے قالب میں ڈھلے ہوئے آتے ہیں تو اگر وہ درحقیقت اصل تک نہ پہنچے گا تو ہلاک ہوگا اور ہلاک کرے گا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو مسئلے ایسے آ جاتے ہیں کہ صورت میں ایک ہی اور حکم میں الگ الگ۔ ایک صورت میں صحیح اور جائز دوسری میں باطل اور حرام کیوں کہ گویا صورت یکساں ہیں لیکن حقیقتاً جدا گانہ ہیں۔ اگر مفتی نے ظاہر پر ہی نظر ڈالی تو بہت ممکن ہے کہ شریعت کے تفریق کردہ معاملات کو وہ جمع کر دے۔ کبھی اس کے برعکس ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو ایسے مسئلے ہیں جن کی صورتیں مختلف ہیں لیکن حقیقت ایک ہے اس لیے حکم بھی ایک ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ مفتی صاحب اختلاف صورت سے اختلاف حکم کر دیں۔ حقیقت سامنے نہ رکھ کر ٹھوکر کھا جائیں اور خدا کے جمع کردہ کو مختلف اور متفرق کر دیں۔

ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک مجمل سا مسئلہ ایسا وارد ہو جس میں ضمنی قسمیں کئی ایک ہوں جن میں سے ایک کی طرف مفتی کا ذہن منتقل ہو جائے اور اسی کے جواب میں دھیان رہے تو ظاہر ہے کہ جواب کبھی بھی صحیح نہ ہوگا۔

یہ بھی ہوتا ہے کہ دین خدا کے خلاف جواب لینے کے لیے خود سائل مسئلہ میں ایسی ملمع سازی کر دیتا ہے کہ واہ واہ۔ اور الفاظ ایسے نیچے تلے ہوتے ہیں کہ سبحان اللہ!

پس مفتی الجھ جاتا ہے اور اس کے قلم سے جو نکلتا ہے وہ بالکل باطل اور غلط ہوتا ہے اور کبھی اس کے خلاف ہوتا ہے کہ حق مسئلے کے خلاف

سوال میں وہ بوچھاڑ ہوتی ہے کہ مفتی اس کے رعب میں آ کر جواب میں ٹھوکر کھا جاتا ہے۔

لوگوں کی ظاہر بینی: اللہ کس قدر پھسلنا میدان ہے اور کس قدر دھنسا دینے والی جھیل ہے۔ حق بات کو کبھی شیطان اس طرح اپنے دوستوں کی زبان سے چھٹاتا ہے کہ وہ ناحق معلوم ہونے لگتی ہے، اور کم دین اور کم عقل اور کم نظر انسان اس دھوکے میں بری طرح پھنس جاتے ہیں۔ بہت سے باطل سے بچنے والے ایسے ہیں کہ شیطان لوگوں کی نظروں میں انھیں اپنے دوستوں کی زبانی حقیر کر دیتا ہے اور وہ بے چارے برائی کے ساتھ یاد کیے جانے لگتے ہیں۔ عموماً لوگوں کی نظریں اصل معاملے اور ٹھیک حق پر نہیں جتیں لفظوں کی بندھنیں وہ توڑ نہیں سکتے۔ عبارت کی قید سے وہ آزاد نہیں ہو سکتے۔ حق تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝ وَلِتَضَعِ إِلَيْهِ الْأَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُقْتَرِفُونَ ۝ أَفَغَيَّرَ اللَّهُ ابْتِغَىٰ حَكْمًا ۚ وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ آتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝﴾

[الانعام 6: ۱۱۳، ۱۱۴]

”اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے انس و جن کے بہت سے شیطاں کو دشمن بنا دیا ہے جو بعض بعض کی طرف دھوکے بازی کی بنی سنوری باتوں کو وحی کرتے رہتے ہیں۔ اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان سے اور ان کی افترا پر دازی سے بے نیاز ہو جا۔ یہ صرف اس لیے ہوتا ہے کہ آخرت پر یقین نہ رکھنے والوں کے دل اس طرف جھک جائیں وہ اس سے خوش ہو جائیں اور پھر انھیں جو کرنا ہے کر گزریں۔“

شیخ الاسلام کا فتویٰ: میں آپ کے سامنے ایک واقعہ بطور مثال

کے ذکر کر دوں۔ ہمارے زمانے کے سلطان نے حکم جاری کیا کہ اہل ذمہ پر ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کے عماموں کے رنگ کے عمامے نہ باندھیں بلکہ اس کے برخلاف وہ اپنے عمامے متغیر کر لیں۔ بس اس حکم کا جاری ہونا ان کے لیے قیامت ہو گیا بہت ہی گراں گزرا۔ حالاں کہ اس میں بڑی بڑی مصلحتیں تھیں اس میں اسلام کا اعزاز تھا اور کافروں کی ذلت تھی۔ اس سے مسلمانوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی تھیں لیکن شیطان نے اپنے دوستوں اور بھائیوں کی زبان پر ڈالا اور انھوں نے فتوے کا ایک قالب ڈھالا جس سے اس غبار کو صاف کر لیں۔

صورت یہ بنائی کہ علمائے کرام کا فتویٰ اس بارے میں کیا ہے؟ کیا اہل ذمہ کو ان کے ہمیشہ کے لباس کے خلاف لباس پہننے کو ضروری قرار دیا جائے اور ان کے قدیمی طریقے سے دوسرے طریق اور حالت پر ان کو لایا جائے جس سے انھیں راستوں میں میدانوں میں سخت ضرر پہنچے؟ ہر چھوٹے موٹے آدمی ان پر لے دے کریں اور انھیں طرح طرح کی مشکلیں اور ایذائیں دیں، ان کی اہانت کریں اور ان پر دست تعدی دراز کریں۔ اگر ایسا ہو تو کیا امام کو جائز ہے کہ انھیں پھر سے ان کی اول حالت پر لوٹا دے اور اسی پہلے کی سی عادت پر انھیں جمادے اور ایسی کوئی علامت رکھ دے جس سے وہ پہچان لیے جائیں؟ کیا ایسا کرنا خلاف شرع ہے یا نہیں؟

تو اس مفتی نے جسے خدا کی طرف سے توفیق میسر نہ تھی اور راہ حق سے جو روک دیا گیا تھا اس نے اس سوال کا جواب لکھا کہ بے شک یہ جائز ہے اور امام کو چاہیے کہ جس پر وہ پہلے تھے اسی پر انھیں پھر سے کر دے۔

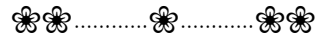
ہمارے شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ فتویٰ دستخط کرنے کے لیے میرے پاس بھی آیا میں نے جواب دیا کہ انھیں پھر اس حالت پر لے جانا ہرگز جائز نہیں۔ بلکہ اب جس حالت پر انھیں مقرر کیا گیا ہے جس سے ان کی تمیز مسلمانوں میں سے ہو جاتی ہے اس کا باقی رکھنا واجب ہے۔ سانکوں کا یہ گروہ مجھ سے مایوس ہو کر واپس چلا گیا لیکن پھر کچھ دنوں بعد وہ آئے اور اب کی مرتبہ انھوں نے سوال کا رنگ بدل دیا تھا اور

درس قرآن

23 فروری بروز سوموار بعد نمازِ عشاء مرکز اہل
حدیث چک نمبر L-16/14 اقبال نگر ضلع ساہیوال
میں درس قرآن ہوگا۔

مولانا بنیامین عابد صاحب قاری عبدالمجید
ثاقب چیچہ وطنی درس دیں گے۔ زیر صدارت: حافظ
محمد ولی اللہ نورانی
[قاری عبید اللہ عقیف صوفی مرکز ہذا]

چاہتے تھے کہ اس رنگ میں جواز کا فتویٰ حاصل کر لیں۔ میں نے پھر بھی
یہی جواب دیا وہ چلے گئے۔ پھر آئے اب کی بالکل ہی جداگانہ سوال تھا
میں نے کہا یہ سب تمہاری شرارتیں ہیں۔ مقصود سب سوالات کا چوں کہ
ایک ہی ہے اس لیے میرا جواب تو وہی ہے جو تم سن چکے ہو۔
پھر وہ خود سلطان کے پاس گئے اور ایسی زبردست دلیلیں دیں جن
سے حاضرین دنگ رہ گئے اور سب نے اتفاق کر لیا کہ بے شک انھیں
اسی تمیزی حالت میں رکھا جائے۔ فالحمد للہ
اس کی مثالیں بے شمار ہیں شیطان نے اسی طرح اپنے دوستوں
کی زبان سے رنگین عبارتوں کے سوال میں فتویٰ لے لیا کہ جامع مسجد
میں جو کچھ لیلۃ الصف میں ہوتا ہے وہ جائز ہے۔ الغرض یہ وہ شیطانی
طریقہ ہے جس سے کئی ایک حق باطل کر دیئے گئے اور کئی ایک باطل حق
کر دیئے گئے۔ [جاری ہے]



اہل حدیث کانفرنس جام پور

مرکزی جمعیت اہل حدیث جام پور کے زیر اہتمام 29 ویں سالانہ عظیم الشان اہل حدیث کانفرنس منعقد ہو رہی ہے

بتاریخ: 3، 4 اپریل بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ بمقام: جامعہ محمدیہ اہل حدیث جام پور

| | |
|--|--|
| <p>زیر قیادت الشیخ حافظ عبدالکریم صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان (مدیر کلیۃ البنات ڈیرہ غازی خان)</p> | <p>زیر صدارت مولانا محمد یسین راہی صاحب مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور (ڈپٹی سیکرٹری جنرل مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان)</p> |
|--|--|

شیر پنجاب حضرت مولانا منظور احمد صاحب، گوجران والا۔ ترجمان اہل حدیث حضرت مولانا سید محمد سبطین شاہ نقوی صاحب
مقرر شیریں بیان حضرت مولانا حافظ محمد بنیامین عابد صاحب، اوکاڑہ۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب، جہانیاں
ود دیگر علمائے کرام خطاب فرمائیں گے۔ تفصیلی اشتہار عنقریب شائع کیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ

محمد اسماعیل ساجد، مدیر جامعہ محمدیہ اہل حدیث جام پور

فون: 0333-8556472-73 / 0604-567218

کتاب الآثار کیا پہلی صحیح کتاب ہے؟²

مولانا ارشاد الحق اثری

علامہ خوارزمی کا ایک دعویٰ کہ مدون اول امام صاحب ہیں:

مولانا عبدالرشید نعمانی مرحوم نے بتکرار لکھا ہے کہ
”حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام
ابی حنیفہ میں تحریر فرماتے ہیں:
”امام ابوحنیفہ کے ان خصوصی مناقب میں سے، کہ جن میں وہ
متفرد ہیں، ایک یہ بھی ہے وہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو
مدون کیا اور اس کی ابواب پر ترتیب کی پھر امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے
موطا کی ترتیب میں انہی کی پیروی کی اور اس بارے میں امام
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کسی کو سبقت حاصل نہیں۔“

[ابن ماجہ اور علم حدیث، ص: ۱۶۰، ۱۶۱]

یہی بات انھوں نے مقدمہ کتاب الآثار ص: ۱۸، اور الامام ابن
ماجہ و کتابہ السنن ص: ۵۹، میں اور دیگر اپنی تعلیمات میں نقل کی ہے۔
مقام شکر ہے کہ الامام ابن ماجہ میں انھوں نے یہ بھی نقل کر دیا کہ امام
سیوطی نے فرمایا ہے کہ

قال بعض من جمع مسند أبي حنيفة -

گویا یہ بات مسند ابی حنیفہ کے کسی جامع نے فرمائی ہے علامہ
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں۔ جیسا کہ ”ابن ماجہ اور علم حدیث“ وغیرہ سے تاثر
نکلتا ہے۔ بلکہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں ۱۴۳ھ کے
حوادث اور واقعات میں حافظ ذہبی سے نقل کیا ہے کہ

”کوفہ میں سفیان ثوری نے کتابیں لکھیں، ابن اسحاق نے

مغازی مرتب کیے اور ابوحنیفہ نے فقہ اور اجتہادی مسائل کو

مدون کیا۔“ [تاریخ الخلفاء، ص: ۲۶۱]

بلکہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تو فرمایا ہے کہ قرن اول کے اختتام پر

تدوین حدیث کا آغاز حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے سب سے
پہلے حضرت امام زہری نے کیا۔ اور قرن ثانی میں مکہ مکرمہ میں امام ابن
جریج نے، امام ابن اسحاق یا امام مالک نے مدینہ طیبہ میں، امام ربیع بن
صبیح یا امام سعید بن ابی عروبہ یا حماد بن سلمہ نے بصرہ میں، امام سفیان
ثوری نے کوفہ میں، امام اوزاعی نے شام، امام ہشیم نے واسط میں، امام
معمر نے یمن میں، امام جریر بن عبدالحمید نے رسی میں، امام عبداللہ بن
مبارک نے خراسان میں سب سے پہلے احادیث کو مدون کیا۔ علامہ
عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ یہ سبھی معاصر ہیں معلوم نہیں
ان میں سے پہلے کسی نے کی ہے۔“ [تذریب الراوی، ج: ۱، ص: ۸۹]

غور فرمایا آپ نے کہ علامہ سیوطی کے حوالے سے مولانا نعمانی
مرحوم نے جو بظاہر تاثر دینے کی کوشش کی ہے خود ان کی دوسری تصانیف
میں ان کا اپنا موقف کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ عصر
تابعین کے اواخر میں ابواب پر سب سے پہلے ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی
عروبہ نے احادیث جمع کی ہیں۔ اور تیسرے طبقہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ،
امام ابن جریج، امام اوزاعی وغیرہ نے احادیث کو مرتب و مدون کیا ہے۔
[مقدمہ، ص: ۶]

ان سے قبل امام رامہرمزی رحمۃ اللہ علیہ ”المحدث الفاضل بین
الراوی والواعی“ میں، جسے اصول حدیث میں پہلی مرتب قرار دیا گیا
ہے، لکھتے ہیں:

”اول من صنف وبوب فيما أعلم الربيع بن صبيح

بالبصرة ثم سعيد بن ابي عروبة -“ الخ

[المحدث الفاضل، ص: ۶۱۱]

”میرے علم کے مطابق بصرہ میں سب سے پہلے مصنف اور ابواب پر مرتب احادیث جمع کرنے والے ربیع بن صبیح [المتوفی ۱۶۰ھ] ہیں پھر سعید بن ابی عروبہ ہیں۔“

یہ اور اسی نوعت کی دیگر تصریحات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دوسری صدی ہجری میں تبویب پر احادیث جمع کرنے کی اولیت بصرہ میں ربیع بن صبیح وغیرہ کو ہے۔ البتہ ایک، ایک باب کی احادیث کو علیحدہ طور پر جمع کرنے میں امام عامر شعی [المتوفی ۱۰۳ھ] کو تقدم حاصل ہے۔ [تدریب، ج: ۱، ص: ۸۹]

چنانچہ انھوں نے فرمایا ہے کہ ”هذا باب من الطلاق جسيم“ یہ طلاق کا ایک بڑا باب ہے۔ پھر اس سے متعلق احادیث ذکر کی ہیں۔ [الجامع الخطیب، ج: ۱، ص: ۱۸۹، والمحدث الفاصل وغیرہ] اسی طرح ”الفرائض والجرحات“ کا ذکر بھی خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد [ج: ۱۲، ص: ۲۳۲] میں کیا ہے۔ بلکہ امام شعی سے بھی پہلے امام عروہ [المتوفی ۹۳ھ] ہیں جن کی سیرت نبوی پر مشتمل کتاب معروف ہے۔ وہ اپنے تلامذہ کو احادیث املاء کرواتے بلکہ اپنے بیٹے ہشام اور ان کے بھائی کو بلا کر علیحدہ علیحدہ ابواب پر مشتمل روایات بیان کرتے۔ ہشام کا بیان ہے:

”وكان يحدثنا يأخذ في الطلاق ثم الخلع ثم الحج ثم الهدى هكذا۔“ [المعرفة والتاريخ للنسوی، ج: ۲، ص: ۱۷۸]

اور ہشام کے پاس تو ان کی مرویات کا ایک ”دفتر“ تھا۔ اور وہ فرماتے تھے:

”في هذا أحاديث أبي صحيحة۔“

[المعرفة، ج: ۳، ص: ۲۶۳]

”کہ اس میں میرے والد کی صحیح احادیث ہیں۔“

جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ابواب پر علیحدہ طور پر احادیث بیان کرنے اور جمع کرنے کا تصور امام شعی سے بھی پہلے پایا جاتا تھا۔ اس لیے ایک باب کی احادیث جمع کرنا ہو، جسے بعد میں ”جزء“ سے تعبیر کیا گیا ہے، یا ابواب پر مشتمل احادیث ہوں، ان میں امام ابوحنیفہ کو قطعاً

اولیت حاصل نہیں۔

معروف ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے موطا کی ترتیب و تصنیف خلیفہ منصور کے کہنے پر کی۔ منصور ابو جعفر اپنے بھائی ابو العباس سفاح کی وفات [۱۳۶ھ] کے بعد خلیفہ بنا اور ۱۵۸ھ میں منصور کا انتقال ہوا۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے تو فرمایا ہے:

”إن الموطأ ألفه مالك رضي الله عنه بعد موت يحيى بن سعيد الأنصاري بلا شك۔“ [الاحكام، ج: ۲، ص: ۱۳۶]

”کہ بلاشبہ امام مالک نے موطا کی تالیف امام یحییٰ بن سعید انصاری رحمہ اللہ کی وفات کے بعد کی ہے۔“

امام یحییٰ انصاری رحمہ اللہ ۱۴۳ھ میں فوت ہوئے، ظاہر ہے کہ امام مالک نے موطا کی تدوین ۱۴۳ھ کے بعد ہی کی ہے۔ بلکہ امام ابن جریر نے اور ان کے حوالے سے علامہ ابن عبد البر نے تو یہ بھی نقل کیا ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ مجھے مہدی نے کتاب لکھنے کا کہا۔ جس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک ۱۵۸ھ تک موطا کی تکمیل نہیں کر پائے تھے۔ بلکہ خلیفہ مہدی کے ابتدائی دور میں ۱۵۸ھ کے بعد انھوں نے موطا کی تکمیل کی۔ اور قاضی عیاض وغیرہ نے تو صراحت کی ہے کہ

”فلم يفرغ حتى مات أبو جعفر۔“ [ترتيب المدارك، ج: ۱، ص: ۱۶۲۔ شرح الزرقانی، ج: ۱، ص: ۷]

”کہ موطا کی تکمیل سے پہلے ابو جعفر فوت ہو گئے۔“ واللہ اعلم مگر موطا سے پہلے امام محمد رحمہ اللہ بن عبد الرحمن بن مغيرة ابن ابی ذئب [المتوفی ۱۵۸ھ] نے فقہی ابواب پر مرتب کتاب لکھی۔ النذیم نے اس کا نام ”کتاب السنن“ ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ

”يحتوى على الفقه مثل الصلاة وطهارة وزكاة

ومناسك وغير ذلك۔“ [الفهرست، ص: ۲۲۵]

ان کی کتاب موطا بھی معروف ہے اور خطیب بغدادی کی الجامع سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ کتاب امام مالک کے موطا سے پہلے مرتب ہوئی تھی۔ [دراسات في الحديث النبوي، ج: ۱، ص: ۳۰۶]

ان کی یہ کتاب امام مالک کی کتاب سے بڑی تھی بلکہ امام مالک سے کہا گیا کہ آپ کی کتاب کا کیا فائدہ؟ تو انھوں نے فرمایا:

ما كان لله باقياً - [تدريبات الراوى، ج: ۱، ص: ۸۹]

اس بات کی تنقیح نہیں ہو سکی کہ موطا وہی ہے جسے النديم ”السنن“ کہتے ہیں، یا یہ اس سے علیحدہ ہے۔ تاہم اس سے یہ بات تو مترشح ہوتی ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کی کتاب سے پہلے امام ابن ابی ذئب کی فقہی ترتیب پر کتاب موجود تھی۔

امام ابن ابی ذئب کے علاوہ امام عبدالعزیز بن عبداللہ الماشون [التوفی ۱۶۳ھ] کی کتاب الموطا بھی مشہور ہے۔ بلکہ انھوں نے بھی یہ کتاب امام مالک سے پہلے لکھی تھی۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے جب اسے پیش کیا تو انھوں نے اس کی تحسین تو کی مگر ابواب میں آثار ذکر نہ کرنے کا اعتراض کیا اور فرمایا اپنی کتاب میں صحیح احادیث و آثار جمع کروں گا۔ [ترتیب المدارک، ج: ۱، ص: ۱۹۵۔ تہذیب الاحوال، ج: ۱، ص: ۶]

اسی طرح امام ابن جریج، جو امام ابوحنیفہ کے معاصر تھے، دونوں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۰ھ میں فوت ہوئے، کے بارے میں النديم نے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے کتاب السنن لکھی جو کتب سنن کی طرح روایات و اخبار پر مشتمل تھی۔ اس کے علاوہ کتاب المناسک، کتاب الجامع، کتاب التفسیر بھی لکھی۔ اور یہ کتابیں عرصہ تک اہل علم کے ہاتھوں میں رہیں۔ جس کی تفصیل دکتور محمد مصطفیٰ اعظمی نے دراسات فی الحدیث النبوی [ج: ۱، ص: ۲۸۶، ۲۸۹] میں بیان کی ہے۔ بلکہ امام عبدالرزاق نے تو فرمایا ہے کہ سب سے پہلے ابن جریج نے کتابیں لکھیں۔

[الجامع للخطیب، ج: ۱، ص: ۲۸۱] خود ان کا بیان ہے:

”ما دون العلم تدوینی احد۔“ [الجامع]

”کہ کسی نے میری طرح علم کو مدون نہیں کیا۔“

اور خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ ربیع بن صبیح، حماد، معمر، سفیان ثوری وغیرہ نے انہی کی پیروی کی ہے۔

امام ابن ابی ذئب، امام مابشون اور امام ابن جریج، امام ابوحنیفہ کے معاصر ہیں۔ اب اس کی واضح دلیل تو علامہ خوارزمی اور ان کے ہمنواؤں کے ذمہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی ”کتاب الآثار“ ان حضرات کی

کتابوں سے بھی پہلے تھی۔ اگر اس پر کوئی یقینی دلیل نہیں تو ان کی کتاب کو ابواب پر مرتب پہلی کتاب کیوں کر قرار دیا جاسکتا ہے۔

علاوہ ازیں یہاں دو باتیں مزید غور طلب ہیں۔ علامہ خوارزمی کا دعویٰ ہے کہ

”لأنه أول من دون علم الشريعة ورتبه أبوابا۔“

[جامع المسانید، ج: ۱، ص: ۳۴]

”کہ امام ابوحنیفہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے علم شریعت کو مدون

کیا اور اسے ابواب پر مرتب کیا۔“

گویا وہ احادیث جمع کرنے اور انھیں ابواب پر مرتب کرنے میں اولیت کا شرف امام صاحب کو دینا چاہتے ہیں۔ یہ اگر ثابت ہو تو بلاشبہ یہ ان کا بہت بڑا اعزاز ہے مگر قابل غور بات یہ ہے کہ علامہ خوارزمی رحمہ اللہ انھیں علم شریعت کا مدون اول، اور وہ بھی ابواب کے تحت مرتب شکل میں، باور کر رہے ہیں۔ یوں نہیں کہ وہ انھیں محض ابواب کے تحت تدوین کا مدون اول قرار دیتے ہیں جیسا کہ عموماً سمجھا گیا ہے۔ کیوں کہ انھوں نے اس کے ساتھ یہ وضاحت خود کی ہے کہ ”صحابہ کرام اور تابعین عظام نے نہ علم شریعت کی تبویب کی اور نہ ہی مرتب کتابوں میں جمع کیا۔ وہ حفظ پر اعتماد کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جب دیکھا کہ علم منتشر ہو رہا ہے تو انھوں نے بڑے اخلاف کے خوف سے، کہ وہ اس علم کو ضائع ہی نہ کر دیں، اسے ابواب پر مدون کیا۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے مطلقاً تدوین کا انکار اور امام صاحب کے بارے میں ابواب پر تدوین کا اظہار بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ انھیں علم شریعت کا مدون اول قرار دیتے ہیں۔ اور یہ بات بدایتاً خلاف واقع ہے۔ تاریخ تدوین حدیث کا ادنیٰ شغل رکھنے والا طالب علم بھی اس کی کمزوری کو خوب سمجھتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ علامہ الخوارزمی نے فرمایا ہے کہ امام صاحب نے کتاب کا آغاز طہارت سے کیا پھر نماز، روزہ اور دیگر عبادات اور معاملات کو بیان فرمایا ”تم ختم الکتاب بالمواریث“ پھر کتاب کا اختتام کتاب المواریث پر کیا۔ [جامع المسانید، ج: ۱، ص: ۳۳]

اب اٹھایے کتاب الآثار اور ملاحظہ فرمائیے کہ واقعی ”کتاب

المواریث“ پر اس کا اختتام ہے؟ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کتاب الآثار امام محمد میں، جسے امام صاحب کی ”کتاب الآثار“ کا نسخہ باور کرایا جا رہا ہے، اس کے بعد کتاب الایمان، کتاب البیوع، کتاب الحظر والاباحۃ اور کتاب الآثار قاضی ابویوسف، جسے امام صاحب کی کتاب کا نسخہ کہا جاتا ہے، میں پہلے کتاب الایمان پھر کتاب العلم پھر کتاب الطہارۃ ہے، باقی اختلاف کتب سے قطع نظر کتاب الفرائض کے بعد کتاب الآداب، کتاب الفتن، کتاب شمائل النبی ﷺ اور آخری کتاب، کتاب المناقب ہے۔ علامہ خوارزمی نے فقیہانہ فکر کی مناسبت سے بڑے طمطراق سے فرمایا کہ ابتدا طہارت و نماز سے، اس لیے کہ تمام عبادات میں اہم ہے اور اختتام ”مواریث“ پر اس لیے کہ یہ انسانوں کا آخری انجام ہے۔ بات بڑی خوب صورت ہے مگر واقعی حقائق اس کے برعکس ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح ان کا پہلا دعویٰ مبنی برحقیقت نہیں۔

امام مالک کا کتب ابی حنیفہ سے استفادہ کا بے بنیاد دعویٰ:

اسی طرح علامہ خوارزمی رحمہ اللہ کا یہ دعویٰ بھی بلا دلیل ہے کہ ثم تبع مالک بن أنس فی ترتیب الموطأ ”پھر امام مالک رحمہ اللہ نے موطا کی ترتیب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کتاب الآثار کی اتباع کی۔“ بلاشبہ امام مالک رحمہ اللہ نے موطا کی تکمیل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے انتقال کے عرصہ بعد کی، لیکن اس سے یہ کیوں کر ثابت ہوتا ہے کہ کتاب الآثار، امام مالک رحمہ اللہ کے پیش نگاہ تھی۔ علامہ کوثری اور ان کی اتباع میں مولانا نعمانی نے لکھا ہے کہ قاضی ابوالعباس احمد بن محمد بن عبد اللہ بن ابی العوام نے اپنے دادا کی ”کتاب اخبار ابی حنیفہ“ (۱) میں جو اضافے کیے ہیں، اس میں انھوں نے بسند متصل عبدالعزیز الدر اور دی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا:

”کان مالک بن أنس ينظر فی کتب ابی حنیفہ

وینتفع بها۔“ [اقوام المسالك للکوثری]

”امام مالک، امام ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھتے اور ان سے استفادہ کرتے تھے۔“

حالاں کہ یہ قاضی، احمد بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن احمد ابن ابی العوام مصر میں بنوعید، جو معروف باطنی اور رافضی تھے، کی طرف سے مصر کا قاضی تھا۔ کوئی قابل اعتبار جملہ بھی اس کی توثیق کا منقول نہیں۔ وہی اپنے دادا کی کتاب ”اخبار ابی حنیفہ“ اپنے باپ کے واسطے سے روایت کرتا ہے۔ اور اس کا دادا عبد اللہ بن محمد کا بھی اتنا پتا معلوم نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں قاضی ابوالعباس احمد نے جس سند سے یہ قول ذکر کیا ہے اس کا راوی محمد بن حازم الفقیہ بھی بحث طلب ہے۔ تتبع بسیار کے باوجود اس کا ترجمہ نہیں ملا۔ لہذا جب یہ قول سند ابی صحیح نہیں تو اس سے کتب امام ابوحنیفہ سے امام مالک کے استفادہ کی کہانی لغو اور بے اصل ثابت ہوتی ہے۔

اقوام المسالك میں اس حوالے سے علامہ کوثری نے ابو عبد اللہ الحسین الصیرمی کی ”اخبار ابی حنیفہ واصحابہ“ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ابن الدر اور دی نے فرمایا کہ ”میں نے امام ابوحنیفہ اور امام مالک کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک میں عشاء کی نماز کے بعد دیکھا وہ دونوں باہم صبح کی نماز تک مذاکرہ کرتے رہے اور جب دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے قول و عمل سے آگاہی حاصل کر لیتا تو کوئی بھی اسے غلط نہ کہتا۔“ یہ قول علامہ الصیرمی کی کتاب اخبار ابی حنیفہ، ص: ۷۳، ۷۴ میں بالاسناد مذکور ہے، مگر اس کی سند بھی درست نہیں۔ اس کا ایک راوی جبرون بن عیسیٰ بن یزید مجہول ہے۔ یہ امام طبرانی کا بھی استاد ہے اور علامہ اثبٹمی نے فرمایا ہے ”لم أعرفه“ [مجمع الزوائد، ج: ۵، ص: ۲۱۱، ج: ۱۰، ص: ۲۴۹] بلکہ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ وہ ”واہی الحدیث“ ہے۔ اور علامہ المنذری نے فرمایا ہے:

”لم أقف فیہ علی جرح ولا تعدیل۔“

[تراجم شیوخ الطبرانی، ص: ۲۳۲]

(۱)..... مولانا نعمانی نے ابن ماجہ اور علم حدیث، ص: ۱۶۱ اور مقدمہ کتاب الآثار، ص: ۱۹ میں اسے قاضی ابوالعباس کی کتاب قرار دیا ہے۔ جب کہ علامہ کوثری نے اسے ابوالعباس کے دادا کی کتاب قرار دیا ہے اور اس پر قاضی ابوالعباس کے زیادات ہیں۔ ان کے الفاظ میں وقال ابوالعباس فیما زاد علی کتاب جدہ فی اخبار ابی حنیفہ

کہ میں اس کے بارے میں جرح و تعدیل پر واقف نہیں۔

جبرون کا استاد ایوب العراقي ابوہشام کا ترجمہ راقم کو کوشش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا اور یہی پوزیشن اس کے استاد محمد بن رشید صاحب عبدالرحمن بن القاسم کی ہے۔ لہذا دونوں بزرگوں کے مابین مذاکرہ کی یہ روایت بھی درست نہیں۔

علامہ کوثری نے اخبار ابی حنیفہ، ص: ۴۷ کے حوالے سے کادح بن رحمہ سے نقل کیا ہے کہ امام مالک سے کسی نے پوچھا کہ ایک آدمی کے پاس دو کپڑے ہیں ایک پاک اور دوسرا ناپاک، نماز کا وقت ہو جائے تو وہ کیا کرے۔ انھوں نے فرمایا جو قابل استعمال ہے اسے استعمال کرے۔ کادح کہتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں انھیں امام ابوحنیفہ کا قول بتلایا کہ وہ ان دونوں میں کسی ایک میں نماز پڑھے۔ امام مالک نے یہ سن کر سائل کو طلب کیا اور اسے امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا۔ علامہ کوثری نے یہ کہانی لکھنے کے بعد فرمایا ہے کہ اس کا راوی سلیمان اور کادح ”متکلم فیہما“ دونوں میں کلام ہے۔ اور ساتھ اس کا اشارہ بھی ضروری سمجھا کہ کادح کو علامہ سیوطی نے امام مالک کا شاگرد قرار دیا ہے۔ مگر عرض ہے کہ وہ ”متکلم فیہما“ نہیں بلکہ کادح بن رحمہ کو امام ازدی وغیرہ نے کذاب کہا ہے۔ حافظ ذہبی نے اس کے ترجمہ میں اس کی موضوع اور بے اصل روایات کا تذکرہ کیا ہے۔

[میزان، ج: ۳، ص: ۳۹۹]

نیز دیکھئے: اللسان [ج: ۵، ص: ۴۸۵]، البحر وجین [ج: ۲، ص: ۲۹۹]، الضعفاء لابن نعیم [ص: ۱۳۴] وغیرہ۔ اس کا شاگرد سلیمان بن ربیع ہے۔ کادح کے ترجمہ میں حافظ ذہبی نے اسے متروک قرار دیا ہے۔ اور میزان، ج: ۲، ص: ۲۰۷ میں ہے کہ ”ترکہ الدارقطنی“ اور فرمایا کہ وہ اپنے اساتذہ کے نام تبدیل کر دیا کرتا تھا۔ نیز دیکھئے اللسان، ج: ۳، ص: ۹۱، الديوانی، ص: ۱۷۲، المغنی، ج: ۱، ص: ۲۷۹، الضعفاء لابن الجوزی، ج: ۲، ص: ۱۹۔

لہذا جب اس کے راوی کذاب اور متروک ہیں تو صرف متکلم فیہ کہہ کر اور کادح کو امام مالک کا تلمیذ ثابت کرنے سے اس قصہ کا اثبات علم

کی کوئی خدمت نہیں۔ اس نوعیت کے بعض دیگر اقوال سے علامہ کوثری نے ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے کہ امام مالک امام ابوحنیفہ کے فتاویٰ کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ اور ان کی کتابوں سے استفادہ کرتے تھے۔ مگر یہ تمام مجہول اور ناقابل اعتبار اقوال پر مبنی ہیں۔ دونوں بزرگ باہم معاصر تھے اگر صحیح اسانید سے ثابت ہو جائے کہ امام مالک، امام ابوحنیفہ سے استفادہ کرتے یا امام ابوحنیفہ، امام مالک کے علم سے استفادہ کرتے تھے تو یہ ان دونوں کی عظمت کی دلیل ہے۔ دونوں بزرگوں کا ایک دوسرے سے استفادہ کوئی عار کا باعث نہیں۔ محدثین کے ہاں تو یہ بات ہے کہ کوئی اس وقت تک صحیح محدث نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے سے اعلیٰ، ہم عصر اور اپنے سے کم تر تینوں طبقوں سے روایت نہ کرے۔

[مقدمہ ابن الصلاح]

افسوس اس بات کا ہے کہ یہ حضرات امام مالک کے استفادہ کا ذکر تو خوب تفصیل سے کرتے ہیں مگر امام مالک سے امام ابوحنیفہ کے استفادہ سے حتی الوسع صرف نظر کر جاتے ہیں یا مقدور بھر اس کی تخلیط اور اس کی بے ثبوتی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ اندازہ کیجیے کہ امام ابن ابی حاتم نے مقدمہ الجرح والتعدیل میں ذکر کیا ہے:

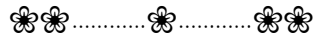
”حدثنا ابو بكر الجارودي محمد بن النضر النيسابوري قال: سمعت أحمد بن حفص يقول: سمعت أبي يقول: سمعت إبراهيم بن طهمان يقول: أتيت المدينة فكتبت بها ثم قدمت الكوفة فأتيت أبا حنيفة في بيته فسلمت عليه فقال لي: عمن كتبت هناك؟ فسميت له فقال: هل كتبت عن مالك بن أنس شيئا؟ فقلت: نعم، فقال جئني بما كتبت عنه فأتيته به فدعا بقرطاس ودواة فجعلت أملئ عليه وهو يكتب۔“

[تقدمة، ص: ۴، ج: ۳]

”ابراہیم بن طہمان فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے وہاں سے احادیث لکھیں پھر میں کوفہ گیا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ

سے ان کے گھر میں ملا، انھیں سلام کہا۔ تو انھوں نے فرمایا تم نے وہاں مدینہ طیبہ میں کس کس سے احادیث لکھی ہیں؟ میں نے ان کا نام لیا تو انھوں نے فرمایا کیا تم نے امام مالک بن انس سے بھی کچھ لکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، انھوں نے فرمایا: امام مالک سے جو کچھ تم نے لکھا ہے وہ میرے پاس لاؤ، میں وہ ان کے پاس لے گیا تو انھوں نے کاغذ اور سیاہی طلب کی، میں انھیں وہ احادیث لکھواتا اور وہ لکھتے جاتے ہیں۔“

امام ابراہیم بن طہمان ثقہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلمیذ ہونے کے ناطے مولانا عبدالرشید نعمانی مرحوم نے ابن ماجہ اور علم حدیث، ص: ۱۰۳، ۱۰۴ میں ان کا خوب تعارف کروایا ہے۔ [جاری ہے]



دارالحدیث راجوال میں خطبات جمعہ

①..... ۲۷ فروری ۲۰۰۹ء استاذ القراء قاری محمد ادریس عاصم رحمہ اللہ

②..... ۶ مارچ ۲۰۰۹ء مولانا محمد یونس ظفر رحمہ اللہ

③..... ۲۰ مارچ ۲۰۰۹ء مولانا حافظ عبدالوہاب روپڑی رحمہ اللہ

④..... ۲۷ مارچ ۲۰۰۹ء مولانا میاں محمود عباس

[شعبہ دعوت و تبلیغ دارالحدیث الجامعۃ الکمالیۃ راجوال اوکاڑا]

اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل چیمہ وطنی کے زیر اہتمام

سیرت سید البشر ﷺ کانفرنس

مدرسہ محمدیہ تعلیم القرآن چک نمبر 109/7-R بھٹیاں والا پیچہ وطنی میں سیرت سید البشر ﷺ کانفرنس ۷ مارچ ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ منعقد ہوگی۔ صدارت: مولانا محمد یونس راہی۔ زیر سرپرستی: حافظ محمد یعقوب مقررین: مولانا محمد اعظم طارق بھٹوی، عبدالرزاق ساجد، مولانا محمد خالد مجاہد دیگر حضرات خطاب کریں گے۔

[محمد عبداللہ سلیم، ناظم مدرسہ ہذا]

ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور

نرخ نامہ اشتہارات فی اشاعت

- ④..... نصف صفحہ نیوز 750 روپے
- ⑤..... چوتھائی صفحہ نیوز 400 روپے
- ⑥..... عام چھوٹے اشتہارات 300 روپے

- ①..... آخری صفحہ ناسٹل 2400 روپے
- ②..... اندرون صفحہ ناسٹل 1800 روپے
- ③..... قلم صفحہ نیوز 1400 روپے

❀..... ”الاعتصام“ میں اشتہار لگوائیں اور اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ ❀..... اشتہار خوش خط، مختصر اور معاوضہ بہراہ ارسال کریں۔ ❀..... مسلسل اشاعت (کم از کم 6 ماہ) 20 فی صد خصوصی رعایت۔ ❀..... ”الاعتصام“ سے تعاون آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔

رابطہ کے لیے: دفتر ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ، لاہور، فون: 042-37354406

اسلامی مہینے اور ان کا تعارف ۷

مولانا محمد ارشد کمال

شوال المکرم:

شوال اسلامی سال کا دسواں قمری مہینا ہے۔ اس کا تلفظ یوں ہے: شَوَّال (ش، زبر کے ساتھ) جب کہ ومشدد (و) ہے۔ یعنی شو، وال۔ اسے الف لام داخل کر کے الشوال بھی کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ لفظ عربی ہے جو مذکر ہی استعمال ہوتا ہے۔ عرف عام میں اسے عید کا مہینا بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ اس کی پہلی تاریخ کو عید الفطر ہوتی ہے۔ جسے ہمارے ہاں بعض علاقوں میں چھوٹی عید یا میٹھی عید کہا جاتا ہے۔ دور جاہلیت میں اسے وعل اور عادل بھی کہا جاتا تھا۔

شوال اسم مبالغہ کا صیغہ ہے اس کی جمع شواوایل، شواول اور شوالات آتی ہے۔ یہ شول سے مشتق ہے جو باب نصر، نصر سے مصدر آتا ہے۔ اس کے معنی: بلند ہونے، اوپر اٹھنے اٹھانے، متفرق ہونے اور خشک ہونے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے:

شال الرجل يديه وشالت الناقة بذنبها -

”آدمی نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اونٹنی نے اپنی دم بلند کی۔“

اسی طرح کہا جاتا ہے:

تشاول القوم عند القتال -

”لوگوں نے لڑائی کے وقت ایک دوسرے کے مقابلے میں

ہتھیاراٹھائے۔“

المشوال اوپر اٹھانے کا آلہ۔ شَالَتْ نَعَامَتُهُمْ کا معنی ہے: وہ متفرق ہو گئے یا اپنے مکانات خالی کر گئے۔ الشائلة اس اونٹنی کو کہا جاتا ہے جس کے تھن میں بہت کم دودھ رہ گیا ہو اور یہ تب ہوتا ہے جب اس کے حمل پر سات مہینے گزر جائیں۔ [القاموس الوحيد، مصباح اللغات،

المعجم الوسيط مادة: ش، و، ل۔ لغات الحديث: ۵۲۹/۲]

وجہ تسمیہ: ماہ شوال کی متعدد وجوہ بیان کی گئی ہیں، جو درج

ذیل ہیں:

①..... اس مہینے میں اونٹ مستی میں آ جاتے اور اپنی دمیں اٹھا

لیتے تھے اس بنا پر اس کا نام شوال رکھا گیا۔

②..... عرب لوگ اس مہینے میں سیر و تفریح اور شکار وغیرہ کے

لیے اپنے گھروں سے باہر مختلف مقامات پر جاتے تو راستے میں تیز چلنے

کی بنا پر بعض اوقات اونٹ اپنی دم اٹھا لیتے اسی مناسبت سے یہ ماہ شوال

کے نام سے منسوب ہوا۔

③..... ان دنوں اونٹیاں مستی سے نروں کی تلاش میں دم اٹھائے

پھر کرتی تھیں اس لیے اسے شوال کا مہینا قرار دیا گیا۔

④..... عرب لوگ شکار کے لیے اپنے گھروں کو خالی چھوڑ کر باہر

چلے جاتے اور جنگلوں اور شکار گاہوں میں متفرق ہو جاتے اس لحاظ سے

اس کا نام شوال رکھا گیا۔

⑤..... ایک ضعیف روایت میں ہے:

وإنما سمي شوال لأنه تشول فيه الذنوب كما

تشول الناقة ذنبها - [السلسلة الضعيفة تحت رقم: ۳۲۲۳]

”یعنی اس کا نام شوال اس لیے رکھا گیا کہ اس میں (لوگوں

کے) گناہ اٹھائے جاتے ہیں (یعنی معاف کیے جاتے ہیں)

جیسے اونٹنی اپنی دم اٹھاتی ہے۔“

مکرم: اس کا تلفظ یوں ہے: مضموم (م)، ک، مفتوح (ك) اور

مشدد (ز) ہے۔ یعنی م، کر، رم۔ یہ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ

ہے اور شوال کے ساتھ بطور صفت بولا جاتا ہے۔ اس کے معنی: عزت دیا

گیا، محترم، معزز وغیرہ کے ہیں۔

یکم شوال عید الفطر کا دن: سیدنا انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور ان (مدینہ والوں) کے ہاں دو دن تھے جن میں وہ کھیتے کودتے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: «مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟» «يَوْمَانِ كُنَّا فِيهِمَا نَكُونُ فِي الْبُحْرِ» انھوں نے کہا کہ ہم دو درجاء بیت میں ان دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَ كُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ» [ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب صلاة العیدین، رقم: ۱۱۳۴ وسندہ صحیح]

”بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بدلے میں ان سے اچھے دن عطا فرما دیے ہیں۔ اضحیٰ (قربانی) کا دن اور فطر کا دن۔“

اس بات پر اجماع ہے کہ یکم شوال عید الفطر کا دن ہے۔ ہمارے ناقص علم و مشاہدے کے مطابق اب تک چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود اس میں کوئی دوسری رائے نہیں پائی گئی۔ عید الفطر یعنی وہ عید جو یکم شوال کو رمضان المبارک کے روزوں کی تکمیل پر منائی جاتی ہے۔ اہل اسلام کے لیے یہ دن انتہائی خوشی اور مسرتوں کا پیغام لے کر طلوع ہوتا ہے اس لیے مسلمانوں میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس روز مسلمان باہر کھلے میدان میں جا کر طلوع آفتاب کے بعد اپنے رب کے حضور بطور شکرانہ دو رکعت نماز ادا کر کے ایک نئے جذبے اور عزم کے ساتھ اپنی باقی ماندہ حیات مستعار کا آغاز کرتے ہیں۔

عید کے احکام و مسائل: عید کے دن غسل کرنا مستحب ہے۔ [ابن ماجہ، رقم: ۱۰۸۵؛ موطا امام مالک: ۱/۱۷۷]

عید الفطر کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھانا اور عید الاضحیٰ کے لیے جانے سے پہلے نہ کھانا بہتر ہے۔ [ترمذی، رقم: ۵۳۰]

نبی ﷺ نماز عید الفطر کے لیے نکلنے سے پہلے طاق تعداد میں کھجوریں تناول فرمایا کرتے تھے۔ [بخاری، رقم: ۹۵۳؛ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۸۰۳؛ حاکم: ۱/۲۹۴]

..... رسول اللہ ﷺ نے ہر آزاد، غلام، مرد، عورت، چھوٹے

اور بڑے کو حکم دیا کہ عید الفطر کی نماز کے لیے گھر سے نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرو۔ [بخاری، رقم: ۱۵۰۳]

..... لوگ تکبیرات کہتے ہوئے عید گاہ کی طرف جائیں۔

[السلة الصحيحة، رقم: ۱۷۱]

..... نماز عید میں عورتیں اور بچے سب شریک ہوں۔ [مسلم،

رقم: ۸۹۰، بخاری، کتاب العیدین، باب خروج الصبيان الى المصلى]

..... کسی عذر کی بنا پر نماز عید مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے۔

[دیکھیں فقہ الحدیث: ۱/۵۵۹]

..... طلوع آفتاب کے بعد امام اذان اور اقامت کے بغیر دو

رکعت نماز پڑھائے۔ [ابوداؤد، رقم: ۱۱۳۵؛ بخاری، رقم: ۹۶۸؛

مسلم، رقم: ۸۸۷]

..... عید الاضحیٰ جلدی اور عید الفطر قدرے تاخیر سے پڑھنی

چاہیے۔ [دیکھیں فقہ الحدیث: ۱/۵۶۱]

..... نماز عید دو رکعت اس طرح ادا کریں کہ پہلی رکعت میں

قرأت سے قبل سات اور دوسری میں پانچ (زائد) تکبیرات کہیں۔

[ابوداؤد، رقم: ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱]

نوٹ: ان تکبیرات زائدہ میں رفع الیدین کرنا جائز ہے۔

[مسند احمد: ۲/۱۳۳]

..... نماز عید میں سورت فاتحہ کے بعد قرأت کے متعلق نبی ﷺ

سے دو طریقے ثابت ہیں:

①..... پہلی رکعت میں سورت ق اور دوسری میں القم پڑھی

جائے۔ [مسلم، رقم: ۸۹۱]

②..... پہلی رکعت میں سورت الاعلیٰ اور دوسری میں الغاشیہ پڑھی

جائے۔ [مسلم، رقم: ۸۷۸]

..... سلام پھیرنے کے بعد امام کھڑا ہو کر خطبہ دے جب کہ

لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہیں۔ [بخاری، رقم: ۹۵۶]

..... خطبے میں صدقہ و خیرات کرنے کی بھی ترغیب دلائی

جائے۔ [بخاری، رقم: ۹۶۶]

✽..... نماز عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نفلی نماز نہیں۔ [ایضاً]

✽..... عید گاہ سے واپسی پر راستہ بدل لینا چاہیے۔

[بخاری، رقم: ۹۸۶]

✽..... عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔ [بخاری، رقم: ۱۹۹۰]

✽..... عید کے دن صاف ستھرے لباس کے ساتھ خوب صورت

بننا مستحب ہے۔ [بخاری، رقم: ۹۴۸۔ سنن الکبریٰ بیہقی، رقم:

۶۱۴۳۔ السلة الصحيحة، رقم: ۱۲۷۹۔ نیز دیکھیں زاد المعاد: ۱/ ۱۷۹]

جمعة المبارک کے دن عید: عید ہفتے کے کسی بھی دن ہو سکتی ہے۔

بسا اوقات عید جمعة المبارک کے دن بھی ہوتی ہے۔ ایسی صورت حال کے متعلق ذیل میں پانچ باتیں ذکر کی جا رہی ہیں:

①..... نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں عید جمعہ کے دن ہوئی اسی طرح سیدنا عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے مقدس دور میں بھی عید جمعہ کے روز ہوئی۔

②..... جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں اہل اسلام عام دستور کے مطابق نماز عید ادا کریں۔ البتہ جمعہ کے متعلق انھیں اختیار ہے چاہیں تو ادا کر لیں اور اگر چاہیں تو نہ ادا کریں۔ [ابوداؤد، رقم: ۱۰۷۰]

③..... جہاں تک امام کا تعلق ہے تو وہ ایسی حالت میں جمعہ پڑھائے تاکہ جو حضرات جمعہ ادا کرنا چاہیں وہ اس کی امامت میں ادا کر سکیں۔ [مسلم، رقم: ۸۷۸]

④..... ایسی صورت حال میں جو لوگ نماز عید پڑھنے کے بعد نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے تو ان پر لازم ہے کہ وہ نماز ظہر ادا کریں۔

⑤..... بعض لوگ عید اور جمعہ کے ایک دن جمع ہونے کو منحوس سمجھتے ہیں۔ کتاب وسنت سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد بابرکت اور خلفائے ثلاثہ عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے مقدس زمانوں میں عید جمعہ کے دن ہوئی۔ لیکن آپ ﷺ نے اور آپ کے خلفائے ثلاثہ نے لوگوں کو کوئی ایسی بات نہیں بتلائی۔ اگر ایک ہی دن دونوں اجتماعات کے اکٹھا ہونے میں بدشگونی کی کوئی بات ہوتی تو وہ ضرور لوگوں کو اس سے آگاہ فرما دیتے۔

[ملخص از مسائل عیدین ص: ۸۷ تا ۸۹]

اسلام میں ہلال شوال کی اہمیت: اسلام میں ہلال شوال کو وہی

اہمیت اور مقام و مرتبہ حاصل ہے جو ہلال رمضان کو ہے، جیسے:

①..... ہر دو کے لیے سابقہ مہینے کے ایام شمار کرتے رہنا چاہیے۔

②..... نظر نہ آنے کی صورت میں مہینے کے تیس دن پورے

کرنے چاہئیں۔

③..... ہلال رمضان سے روزوں کا آغاز اور ہلال شوال سے

ان کا اختتام ہوتا ہے۔

④..... دونوں کی رویت میں لوگ بہت سی بے اعتدالیاں

کر جاتے ہیں جو نہیں ہونی چاہئیں۔

⑤..... رائج قول کے مطابق ان کی رویت میں ایک یا دو عادل

گواہوں کی شہادت قابل قبول ہے۔

ہلال شوال اور تکبیرات: عید الفطر میں تکبیرات کہنے کا آغاز بھی

ہلال شوال ہی پر موقوف ہے۔ یعنی شوال کا چاند نظر آنے پر تکبیرات کا

آغاز ہوگا۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: شوال کا

چاند دیکھنے پر مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ تکبیرات کہیں اور تکبیرات کا یہ سلسلہ

عید سے فارغ ہونے تک جاری رہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ﴾

[البقرة: ۱۸۵]

”اور تم (رمضان کے روزوں کی) گنتی پوری کرو اور اللہ تعالیٰ

کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائی بیان کرو۔“

[تفسیر طبری: ۱۹۴/۲]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عید الفطر میں تکبیرات کا آغاز چاند

دیکھنے سے اور اختتام عید سے فارغ ہونے پر ہے۔ عید سے فارغ ہونے

کا مطلب امام کا خطبے سے فارغ ہونا ہے۔ [مجموع الفتاویٰ: ۲۴/ ۲۲۱]

شوال کی فضیلت:

(۱) شوال کے چھ روزے: ماہ شوال کے چھ روزوں کی بھی بڑی

فضیلت ہے۔ جس مسلمان نے ماہ رمضان اور پھر شوال کے چھ روزے

رکھے تو گویا اس نے سارے سال کے روزے رکھے۔ یعنی اسے پورے سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ چنانچہ سیدنا ابوالیوب انصاری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ» [مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم

ستہ ایام من شوال، رقم: ۱۱۶۴]

”جو کوئی رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو اس نے گویا زمانہ بھر روزے رکھے ہیں۔“

”زمانہ بھر“ سے مراد سال بھر کے روزوں کا ثواب ہے۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ مِنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا» [ابن ماجہ، کتاب الصیام،

باب صیام ستہ ایام من شوال، رقم: ۱۷۱۵ صحیح]

”جس شخص نے عید الفطر کے بعد (شوال میں) چھ روزے رکھے تو اس کے پورے سال کے روزے ہو گئے۔ کیوں کہ جو شخص ایک نیکی کرے اس کے لیے اس کا دس گنا ثواب ہے۔“

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے مکمل اور پھر شوال کے چھ روزوں کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو کوئی ایک نیکی کرے اسے دس کا ثواب ملے گا۔ لہذا رمضان کے تیس اور شوال کے چھ کل چھتیس روزے ہوئے اور دس گنا ثواب سے (۳۶۰ = ۳۶ × ۱۰) تین سو ساٹھ ہو گئے اور تقریباً یہی تعداد سال کے دنوں کی ہوتی ہے۔ یہ چھ روزے عید کے بعد فوراً مسلسل رکھ لیے جائیں یا اس پورے مہینے میں متفرق طور پر رکھے جائیں ہر طرح جائز اور درست ہے۔ کیوں کہ ان تمام کی تعیین شارع علیہ نے نہیں کی۔ بعض جگہ عوام میں مشہور ہے کہ عید کے بعد یہ چھ روزے رکھ کر بھی ایک مزید عید ہوتی ہے اور بعض لوگ اس کا کچھ اہتمام بھی کرتے ہیں۔ لیکن یہ خیال بالکل بے اصل اور بے بنیاد ہے۔ لہذا اس قسم کی من گھڑت چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۲) شوال حج کا پہلا مہینا: یہ وہ مبارک مہینا ہے جو حج کے مہینوں

کا پہلا مہینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الْحَجَّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ﴾ [البقرہ ۲: ۱۹۷]

”حج کے مہینے (سب کو) معلوم ہیں۔“

سیدنا ابن عمر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔ [مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب

الحج، باب قوله تعالى ﴿الْحَجَّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ﴾ ما هذه الا شهر]

اسی طرح سیدنا ابن عباس اور دیگر صحابہ و تابعین کا بھی یہی قول ہے بلکہ یہ ایک ایسی بدیہی بات ہے جس میں کسی کو شک نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اشہر حج میں پہلا مہینا شوال المکرم کا ہے۔

ماہ شوال میں عمرہ: عمرہ پورے سال میں کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے اس میں کوئی کراہت نہیں۔ اسی طرح شوال میں بھی عمرہ کیا جاسکتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اعْتَمَرَ عُمَرَتَيْنِ عُمَرَةً فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمَرَةً فِي شَوَّالٍ - [ابوداؤد، کتاب المناسک

باب العمرة، رقم: ۱۹۹۱ وسنده حسن]

”رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کیے تھے ایک ذوالقعدہ میں اور ایک ماہ شوال میں۔“

صحیح اور درست بات تو یہی ہے کہ نبی ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں جیسا کہ صحیحین میں اس کی صراحت موجود ہے۔ [بخاری، رقم: ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲۴۷۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۷۶، ۲۴۷۷، ۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰، ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، ۲۴۸۳، ۲۴۸۴، ۲۴۸۵، ۲۴۸۶، ۲۴۸۷، ۲۴۸۸، ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۲۴۹۱، ۲۴۹۲، ۲۴۹۳، ۲۴۹۴، ۲۴۹۵، ۲۴۹۶، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰، ۲۵۲۱، ۲۵۲۲، ۲۵۲۳، ۲۵۲۴، ۲۵۲۵، ۲۵۲۶، ۲۵۲۷، ۲۵۲۸، ۲۵۲۹، ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۳۲، ۲۵۳۳، ۲۵۳۴، ۲۵۳۵، ۲۵۳۶، ۲۵۳۷، ۲۵۳۸، ۲۵۳۹، ۲۵۴۰، ۲۵۴۱، ۲۵۴۲، ۲۵۴۳، ۲۵۴۴، ۲۵۴۵، ۲۵۴۶، ۲۵۴۷، ۲۵۴۸، ۲۵۴۹، ۲۵۵۰، ۲۵۵۱، ۲۵۵۲، ۲۵۵۳، ۲۵۵۴، ۲۵۵۵، ۲۵۵۶، ۲۵۵۷، ۲۵۵۸، ۲۵۵۹، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، ۲۵۶۳، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۶۶، ۲۵۶۷، ۲۵۶۸، ۲۵۶۹، ۲۵۷۰، ۲۵۷۱، ۲۵۷۲، ۲۵۷۳، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۷۶، ۲۵۷۷، ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۲۵۸۲، ۲۵۸۳، ۲۵۸۴، ۲۵۸۵، ۲۵۸۶، ۲۵۸۷، ۲۵۸۸، ۲۵۸۹، ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ۲۵۹۲، ۲۵۹۳، ۲۵۹۴، ۲۵۹۵، ۲۵۹۶، ۲۵۹۷، ۲۵۹۸، ۲۵۹۹، ۲۶۰۰، ۲۶۰۱، ۲۶۰۲، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۶۰۵، ۲۶۰۶، ۲۶۰۷، ۲۶۰۸، ۲۶۰۹، ۲۶۱۰، ۲۶۱۱، ۲۶۱۲، ۲۶۱۳، ۲۶۱۴، ۲۶۱۵، ۲۶۱۶، ۲۶۱۷، ۲۶۱۸، ۲۶۱۹، ۲۶۲۰، ۲۶۲۱، ۲۶۲۲، ۲۶۲۳، ۲۶۲۴، ۲۶۲۵، ۲۶۲۶، ۲۶۲۷، ۲۶۲۸، ۲۶۲۹، ۲۶۳۰، ۲۶۳۱، ۲۶۳۲، ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵، ۲۶۳۶، ۲۶۳۷، ۲۶۳۸، ۲۶۳۹، ۲۶۴۰، ۲۶۴۱، ۲۶۴۲، ۲۶۴۳، ۲۶۴۴، ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، ۲۶۴۷، ۲۶۴۸، ۲۶۴۹، ۲۶۵۰، ۲۶۵۱، ۲۶۵۲، ۲۶۵۳، ۲۶۵۴، ۲۶۵۵، ۲۶۵۶، ۲۶۵۷، ۲۶۵۸، ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، ۲۶۶۱، ۲۶۶۲، ۲۶۶۳، ۲۶۶۴، ۲۶۶۵، ۲۶۶۶، ۲۶۶۷، ۲۶۶۸، ۲۶۶۹، ۲۶۷۰، ۲۶۷۱، ۲۶۷۲، ۲۶۷۳، ۲۶۷۴، ۲۶۷۵، ۲۶۷۶، ۲۶۷۷، ۲۶۷۸، ۲۶۷۹، ۲۶۸۰، ۲۶۸۱، ۲۶۸۲، ۲۶۸۳، ۲۶۸۴، ۲۶۸۵، ۲۶۸۶، ۲۶۸۷، ۲۶۸۸، ۲۶۸۹، ۲۶۹۰، ۲۶۹۱، ۲۶۹۲، ۲۶۹۳، ۲۶۹۴، ۲۶۹۵، ۲۶۹۶، ۲۶۹۷، ۲۶۹۸، ۲۶۹۹، ۲۷۰۰، ۲۷۰۱، ۲۷۰۲، ۲۷۰۳، ۲۷۰۴، ۲۷۰۵، ۲۷۰۶، ۲۷۰۷، ۲۷۰۸، ۲۷۰۹، ۲۷۱۰، ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، ۲۷۱۶، ۲۷۱۷، ۲۷۱۸، ۲۷۱۹، ۲۷۲۰، ۲۷۲۱، ۲۷۲۲، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۲۷، ۲۷۲۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۳۳، ۲۷۳۴، ۲۷۳۵، ۲۷۳۶، ۲۷۳۷، ۲۷۳۸، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰، ۲۷۴۱، ۲۷۴۲، ۲۷۴۳، ۲۷۴۴، ۲۷۴۵، ۲۷۴۶، ۲۷۴۷، ۲۷۴۸، ۲۷۴۹، ۲۷۵۰، ۲۷۵۱، ۲۷۵۲، ۲۷۵۳، ۲۷۵۴، ۲۷۵۵، ۲۷۵۶، ۲۷۵۷، ۲۷۵۸، ۲۷۵۹، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱، ۲۷۶۲، ۲۷۶۳، ۲۷۶۴، ۲۷۶۵، ۲۷۶۶، ۲۷۶۷، ۲۷۶۸، ۲۷۶۹، ۲۷۷۰، ۲۷۷۱، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۴، ۲۷۷۵، ۲۷۷۶، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸، ۲۷۷۹، ۲۷۸۰، ۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۲۷۸۳، ۲۷۸۴، ۲۷۸۵، ۲۷۸۶، ۲۷۸۷، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۲۷۹۰، ۲۷۹۱، ۲۷۹۲، ۲۷۹۳، ۲۷۹۴، ۲۷۹۵، ۲۷۹۶، ۲۷۹۷، ۲۷۹۸، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۰۲، ۲۸۰۳، ۲۸۰۴، ۲۸۰۵، ۲۸۰۶، ۲۸۰۷، ۲۸۰۸، ۲۸۰۹، ۲۸۱۰، ۲۸۱۱، ۲۸۱۲، ۲۸۱۳، ۲۸۱۴، ۲۸۱۵، ۲۸۱۶، ۲۸۱۷، ۲۸۱۸، ۲۸۱۹، ۲۸۲۰، ۲۸۲۱، ۲۸۲۲، ۲۸۲۳،

عمر بن خطاب سے ماہ شوال میں عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو انھوں نے اجازت دے دی۔ عمر بن ابی سلمہ عمرہ کر کے اپنے گھر واپس لوٹ آئے اور حج نہ کیا۔

[موطا مالک، کتاب الحج، باب العمرة فی اشهر الحج]

سیدنا عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جس شخص نے حج کے مہینوں میں شوال، ذی القعدہ یا ذی الحجہ میں حج سے قبل عمرہ کیا پھر وہ مکہ ہی میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اسے حج بھی مل گیا اور اس نے حج بھی کر لیا تو اس شخص کا یہ حج تمتع ہے اس پر ہدی (قربانی) لازم ہے جیسے میسر ہو، اگر ہدی (قربانی) نہ ملے تو تین روزے حج میں رکھے اور سات حج سے لوٹ کر واپس گھر آ کر رکھے۔ [موطا، کتاب الحج، باب ما جاء فی التمتع]

دیگر مہینوں کی طرح ماہ شوال میں بھی عمرہ ادا کرنا جائز اور درست ہے۔

ماہ شوال میں اعتکاف: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپ صبح کی نماز پڑھ کر اس جگہ جاتے جہاں آپ کو اعتکاف کے لیے بیٹھنا ہوتا تھا۔ سیدہ عائشہ نے بھی آپ سے اعتکاف کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے دے دی اس لیے انھوں نے بھی اپنے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگا لیا۔ سیدہ حفصہ کو پتا چلا تو انھوں نے بھی ایک خیمہ لگا لیا۔ صبح کو جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ کر لوٹے تو چار خیمے نظر آئے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَا حَمَلَهُنَّ عَلَى هَذَا؟ أَلَبُرُّ؟ أَنْزَعُوَهَا فَلَا أَرَاهَا »

”انھیں اس پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ کیا یہ نیکی ہے؟ (یا محض ریس) ان خیموں کو اکھاڑ دو۔ میں انھیں اچھا نہیں سمجھتا۔“

چنانچہ وہ خیمے اکھاڑ دیے گئے اور آپ نے بھی اس سال رمضان میں اعتکاف نہیں کیا بلکہ شوال کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا۔ [بخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی شوال، رقم:

[۲۰۴۱]

ماہ شوال میں شادی: ماہ شوال میں شادی بیاہ کرنا نہ صرف مستحب

بلکہ باعث برکت بھی ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ سے اسی مبارک مہینے میں نکاح کیا تھا اور پھر اسی میں رخصتی فرما کر جاہلیت کے خیال والوں کا رد کیا جو اس میں شادی کرنا منحوس سمجھتے تھے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ وَبَنِي بِي فِي شَوَّالٍ فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي؟ قَالَ: وَكَأَنَّكَ عَائِشَةُ تَسْتَحِبُّ أَنْ تُدْخَلَ نِسَاءَ هَا فِي شَوَّالٍ - [مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب التزوج والتزويج فی شوال، رقم: ۱۴۲۳]

”رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال ہی میں مجھے (رخصت کرا کے) اپنے گھر لائے۔ بتائیے کہ نبی کی کون سی بیوی مجھ سے زیادہ خوش نصیب ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے کنبے کی عورتوں کی رخصتی شوال میں کرنا پسند کیا کرتی تھیں۔“

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ماہ شوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا عمل، بعض لوگوں کے اوہام پرستی ”کہ عیدین کے درمیان شادی کا انجام برا ہوتا ہے“ کی سخت تردید کا حامل ہے خود حضرت عائشہ نے لوگوں کے اس وہم کی تردید کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ شوال میں مجھ سے شادی کی اور رخصتی بھی اسی ماہ میں ہوئی۔ بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ کی کون سی بیوی مجھ سے زیادہ خوش نصیب ہے؟ اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ سمجھتی تھیں کہ وہ تمام ازواج مطہرات میں سے رسول اللہ ﷺ کو پیاری ہیں اور ان کی یہ سوچ بالکل درست تھی جو واضح دلائل سے پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ اس باب میں صحیح بخاری کی روایت جو عمرو بن عاص سے مروی ہے وہی فیصلہ کن ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ کو سب سے پیارا کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ۔ میں نے عرض کیا: مردوں میں سے کون؟ تو فرمایا: اس کا والد (ابوبکر)۔“ [سیرۃ النبی: ۵۱۲/۱۔ البدایہ والنہایہ: ۳/۲۸۳]



سنت کی ترویج اور بدعت حسنہ کی تردید

فقیر کو ان بدعات میں سے کسی بدعت میں حسن و نورانیت نظر نہیں آتی، اور اس میں سوائے ظلمت و کدورت کے کچھ محسوس نہیں ہوتا۔
[مقولہ جناب مجدد الف ثانی رحمہ اللہ]

مولانا عمر فاروق السعیدی

یہ ایسے زندہ موضوعات ہیں جو ہمارے اہل علم بالخصوص تاریخ اسلام کے معلمین، تفسیر، حدیث اور توحید و سنت کے مدرسین و مبلغین اور طلباء کے علم میں ضرور ہونے چاہئیں۔ ضروری ہے کہ انھیں فلسفہ و اشراق کی حقیقت سے آگاہی ہو اور یہ کہ ہندو جوگیوں اور یہودی و عیسائی راہبوں کی ریاضتوں کی حقیقت اور نتائج کیا ہیں، اور مسلمان صوفیا ان سے کس طرح متاثر ہوئے۔

یہ ساری کتاب ہی بڑی اہمیت کی حامل ہے اور درج ذیل مضمون راقم کی نظر میں بہت زیادہ قابل توجہ جو ”الاعتصام“ کی وساطت سے ہدیہ قارئین کر رہا ہوں۔

سنت کی ترویج اور بدعت حسنہ کی تردید:

کسی ایسی چیز کو جس کو اللہ و رسول نے دین میں شامل نہیں کیا اور اس کا حکم نہیں دیا، دین میں شامل کر لینا، اس کا ایک جزء بنا دینا، اس کو ثواب اور تقرب الی اللہ کے لیے کرنا، اور اس کے خود ساختہ شرائط و آداب کی اسی طرح پابندی کرنا جس طرح ایک شرعی حکم کی پابندی کی جاتی ہے بدعت ہے، بدعت درحقیقت دین الہی کے اندر شریعت انسانی کی تشکیل ہے۔ اس شریعت کی الگ فقہ ہے، اور مستقل فرائض و واجبات اور سنن و مستحب، جو بعض اوقات شریعت الہی کے متوازی اور بعض اوقات تعداد اور اہمیت میں اس سے بڑھ جاتے ہیں۔ بدعت اس حقیقت کو نظر انداز کرتی ہے کہ شریعت مکمل ہو چکی۔ جس کا تعین ہونا تھا اس کا تعین ہو گیا اور جس کو فرض و واجب بننا تھا وہ فرض و واجب بنایا جا

پاک و ہند کی اسلامی و دینی تاریخ میں شیخ احمد المعروف مجدد الف ثانی رحمہ اللہ (ولادت ۱۲۰۱ھ شوال ۹۷۱ھ بمطابق ۱۵۶۳ء..... وفات ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ بمطابق ۱۶۲۴ء) ایک بلند وبالا اور وجہ حیثیت کے حامل ہیں۔ تاریخ دعوت و عزیمت جلد چہارم میں مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے اس دور کا اور اس میں شیخ صاحب کی جدوجہد کا بہت عمدہ تعارف کرایا ہے۔ بالخصوص کتاب کا باب پنجم ”حضرت مجدد کے دائرہ تجدید کا مرکزی نقطہ“ بہت ہی اہم ہے۔ اس کے اہم اہم عنوانات کچھ اس طرح ہیں:

① نبوت محمدی اور اس کی ابدیت اور ضرورت پر اعتماد کی بحالی، عقل و کشف کا غیبی اور مابعد الطبیعی حقائق کے ادراک میں عاجز و ناکام رہنا، ② معرفت الہی میں عقلائے یونان کی بے عقلیاں، ③ عقل حقائق دینی کے ادراک میں ناکافی ہے، ④ نبوت کا طور عقل و فکر کے طور سے ماوراء ہے، ⑤ عقل کا خالص اور بے آمیز ہونا ممکن نہیں، ⑥ عقل و کشف دونوں ایک کشتی کے سوار ہیں، ⑦ فلاسفہ اور انبیاء کی تعلیم کا تضاد، ⑧ بعثت کے بغیر حقیقی تزکیہ ممکن نہیں، ⑨ انبیاء کی بعثت کی ضرورت اور عقل کا ناکافی ہونا، ⑩ اللہ کی معرفت انبیاء ہی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، ⑪ انبیاء کی اطلاعات کو اپنی عقل کا پابند بنانا طریق نبوت کا انکار ہے، ⑫ مخالفت عقل اور ماوراء عقل میں بڑا فرق ہے، ⑬ اشراح صدر کی وجہ سے انبیاء کی توجہ خلق، توجہ حق سے مانع نہیں ہوتی، ⑭ نبوت کی پیروی میں قرب بالفرائض حاصل ہوتا ہے، ⑮ کمالات ولایت کمالات نبوت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے، ⑯ سنت کی ترویج اور بدعت حسنہ کی تردید۔

چکا۔ دین کی نکال بند کر دی گئی، اب جو نیا سکھ اس کی طرف منسوب کیا جائے گا وہ جعلی ہوگا، امام مالک نے خوب فرمایا:

من ابتدع فی الاسلام بدعة یراها حسنة فقد زعم أن محمداً صلى الله عليه وسلم خان الرسالة، فإن الله سبحانه يقول: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ فما لم يكن يومئذ ديناً فلا يكون اليوم ديناً۔

”جس نے اسلام میں کوئی بدعت پیدا کر دی اور اس کو وہ اچھا سمجھتا ہے، وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ محمد ﷺ نے (نعوذ باللہ) پیغام پہنچانے میں خیانت کی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، پس جو بات عہد رسالت میں دین نہیں تھی، وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتی۔“

شریعت منزل من اللہ کی خصوصیت اس کی سہولت اور اس کا ہر ایک کے لیے ہر زمانہ میں قابل عمل ہونا ہے، اس لیے کہ جو دین کا شارع ہے، وہ انسان کا خالق بھی ہے، وہ انسان کی ضروریات، اس کی فطرت اور اس کی طاقت و کمزوری سے واقف ہے۔

﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾

[الملک: ۱۴]

”(اور بھلا) کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے، اور وہ باریک بین (اور) پورا باخبر ہے۔“

اس لیے تشریع الہی اور شریعت سماوی میں ان سب چیزوں کی رعایت ہے، مگر جب انسان خود شارع بن جائے گا تو اس کا لحاظ نہیں رکھ سکتا۔ بدعات کی آمیزشوں اور وقتاً فوقتاً اضافوں کے بعد دین اس قدر دشوار، پیچ دار اور طویل ہو جاتا ہے کہ لوگ مجبور ہو کر ایسے مذہب کا قلابہ اپنی گردن سے اتار دیتے ہیں، اور ﴿مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ ”خدا نے تمہارے لیے تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی“ کی نعمت سلب کر لی جاتی ہے۔ اس کا نمونہ عبادات و رسوم اور فرائض و واجبات کی اس طویل فہرست میں دیکھا جاسکتا ہے، جس میں

بدعت کو آزادی کے ساتھ اپنا عمل کرنے کا موقع ملا ہے۔

دین و شریعت کی ایک خصوصیت ان کی عالمگیر یکسانی ہے، وہ ہر زمانہ اور ہر دور میں ایک ہی رہتے ہیں، دنیا کے کسی حصہ کا کوئی مسلمان باشندہ دنیا کے کسی دوسرے حصہ میں چلا جائے تو اس کو دین و شریعت پر عمل کرنے میں نہ کوئی دقت پیش آئے گی نہ کسی مقامی ہدایت نامہ اور رہبر کی ضرورت ہوگی۔ اس کے برخلاف بدعات میں یکسانی اور وحدت نہیں پائی جاتی، وہ ہر جگہ کے مقامی سانچے اور ملکی یا شہری نکال سے ڈھل کر نکلتی ہیں، وہ خاص تاریخی اور مقامی اسباب اور شخصی و انفرادی مصالح و اغراض کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اس لیے ہر ملک بلکہ اس سے آگے بڑھ کر بعض اوقات ایک ایک صوبہ اور ایک ایک شہر کے بدعات اور پھر ملکوں اور گھروں کی دینی ایجادیں انہی کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں، اور اس طرح شہر شہر اور گھر گھر کا دین مختلف ہو سکتا ہے۔

انہی ابدی و عالمی مصالح کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو بدعت سے بچنے اور سنت کی حفاظت کی تاکید بلیغ فرمائی، آپ ﷺ نے فرمایا:

«من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد»

”جو ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کرے جو اس میں داخل نہیں تھی تو وہ بات مسترد ہے۔“

«إياكم والبدعة فإن كل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار»

”بدعت سے ہمیشہ بچو! اس لیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہوگی۔“

اور یہ حکیمانہ پیش گوئی بھی فرمائی:

«ما أحدث قوم بدعة إلا رفع بها مثلها من السنة»

”جب کچھ لوگ دین میں کوئی نئی بات پیدا کرتے ہیں تو اس کے بقدر کوئی سنت ضرور اٹھ جاتی ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد ائمہ و فقہائے اسلام اور اپنے اپنے وقت کے مجددین و مصلحین اور علمائے ربانی نے ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ

کی بدعات کی سختی سے مخالفت کی اور اسلام کے معاشرہ اور دینی حلقوں میں ان بدعات کو مقبول و رواج پذیر ہونے سے روکنے کی اپنے مقدور بھر کوشش کی۔ ان بدعات میں جو عوام و خوش عقیدہ لوگوں کے لیے جو مقناطیسی کشش ہر زمانہ میں رہی ہے، اور ان سے ان پیشہ ور دنیا دار مذہبی گروہوں اور افراد کے جو ذاتی مفادات وابستہ رہے ہیں، جن کی تصویر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس معجزانہ آیت میں کھینچی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن كُفِّرُوا آمِنَ الْآخِبَارِ وَالرُّهْبَانِ لِيَأْكُلُوا أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [التوبہ: ۳۴]

”اے ایمان والو! اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں، اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں۔“

اس کی بنا پر ان کو سخت مخالفتوں اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن انھوں نے اس کی پرواہ نہیں کی، اور اس کو اپنے وقت کا جہاد اور شریعت کی حفاظت کا اور دین کو تحریف سے بچانے کا مقدس کام سمجھا۔ ان مخالفین بدعت اور حاملین لوائے سنت کو اپنے زمانہ کے عوام یا خواص کا عوام سے ”جامد“، ”روایت پرست“، ”مذہب دشمن“ وغیرہ کے خطابات ملے۔ لیکن انھوں نے کوئی پرواہ نہیں کی، ان کے اس لسانی و قلمی جہاد، احتقاق حق اور ابطال باطل سے بہت سی بدعات کا اس طرح خاتمہ ہوا کہ ان کا تمدن کی تاریخوں ہی میں ذکر رہ گیا ہے، اور جو باقی ہیں ان کے خلاف علمائے حقانی اب بھی صف آراء ہیں۔

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِمْ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۚ وَمَا بَدَلُوا تَبَدُّلًا﴾ [الاحزاب: ۲۳]

”ان مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا، اس میں سچے نکلے، پھر بعض تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے، اور بعض ان میں مشتاق ہیں، اور انھوں نے ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا۔“

اس سلسلہ میں سب سے بڑا مغالطہ بدعت حسنہ کا مغالطہ تھا، لوگوں نے بدعت کی دو قسمیں بنا رکھی تھیں، بدعت سنیہ، اور بدعت حسنہ۔ وہ کہتے تھے کہ ہر بدعت سنیہ نہیں ہوتی، بہت سی بدعات، بدعات حسنہ ہیں، جو حدیث کے اطلاق ((کل بدعة ضلالة)) سے مستثنیٰ ہیں۔ حضرت مجدد صاحب نے اس تقسیم اور بدعت حسنہ کے خلاف جس زور سے علم جہاد بلند کیا، اور جس اعتماد و قوت اور علمی استدلال کے ساتھ اس کا انکار کیا اس کی نظیر دور تک اور دیر تک نہیں ملتی، اس سلسلہ میں مکتوبات کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

سنن نبویہ کی ترویج و اشاعت کی تحریض اور بدعات کے انسداد کی ترغیب دیتے ہوئے اپنے مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

”یہ وہ وقت ہے کہ حضرت خیر البشر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت پر ہزار سال گزر چکے ہیں، اور علامات قیامت ظاہر ہونا شروع ہو گئی ہیں، عہد نبوت کے بعد کی وجہ سے سنت مستور اور چوں کہ زمانہ کذب و دروغ کا ہے، بدعت رائج و مقبول ہو رہی ہے، کسی شہباز کی ضرورت ہے، جو سنت کی نصرت و حمایت کرے اور بدعت کو پسپا اور مغلوب کرے۔ بدعت کی ترویج، دین کی تحریب کے مرادف ہے، اور مبتدع کی تعظیم قصر اسلام کو منہدم کرنے کے ہم معنی۔ حدیث میں آتا ہے:

«مَنْ وَقَرَّ صَاحِبَ بَدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَىٰ هَدْمِ الْإِسْلَامِ»

”جو کسی بدعت والے کی توقیر کرے گا اس نے اسلام کے منہدم کرنے کے کام میں حصہ لیا۔“

پورے عزم و ہمت کے ساتھ اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ سنتوں میں سے کسی سنت کو رواج دیا جائے اور بدعتوں میں سے کسی بدعت کا ازالہ کیا جائے۔ یہ کام ہر وقت ضروری تھا، لیکن ضعف اسلام کے اس زمانہ میں کہ مراسم اسلام کا قیام، سنت کی ترویج اور بدعت کی تحریب کے ساتھ وابستہ ہو گیا ہے، اور بھی ضروری ہے۔“

اس کے بعد اسی مکتوب میں بدعت میں کسی قسم کے حسن و جمال ہونے اور بدعت حسنہ کی تعبیر و اصطلاح کی مخالفت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”گزشتہ لوگوں میں سے بعض نے بدعت میں کچھ حسن دیکھا کہ بدعت کی بعض قسموں کو انہوں نے مستحسن قرار دیا، لیکن اس فقیر کو اس مسئلہ میں ان سے اتفاق نہیں، وہ کسی بھی بدعت کو حسنہ نہیں سمجھتا اور اس میں اس کو سوائے ظلمت و کدورت کے کچھ اور محسوس نہیں ہوتا، آنحضرت فرماتے ہیں:

« كل بدعة ضلالة »

”ہر بدعت گمراہی ہے۔“

ایک دوسرے مکتوب میں جو عربی میں میر محبت اللہ کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں:

”سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگوں نے کہاں سے کسی ایسے کام میں حسن ہونے کا فیصلہ کیا جو اسلام کے دین کامل اور خدا کے پسندیدہ و مقبول مذہب میں اتمام نعمت کے بعد ایجاد کیا گیا ہو، کیا ان کو یہ موٹی بات معلوم نہیں کہ اتمام و اکمال اور قبولیت کے بعد کسی دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جائے تو اس میں حسن نہیں ہو سکتا۔

﴿ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ﴾

”حق کے بعد صرف ضلال ہی کا درجہ رہ جاتا ہے۔“

اگر ان کو یہ معلوم ہوتا کہ دین کامل میں کسی نو پیدا شدہ چیز کے حسن کا فیصلہ کرنا اس کے عدم کمال مستلزم ہے، اور اس بات کا اعلان کہ نعمت ابھی تام نہیں ہوئی تو وہ کبھی اس کی جرأت نہ کرتے۔“

ایک دوسرے مکتوب میں اسی استثنا پر کلام کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”جب (دین میں) ہر نو ایجاد چیز بدعت ہوگی اور ہر بدعت ضلالت، تو کسی بدعت میں حسن پائے جانے کا کیا مطلب؟ اور جب احادیث سے صاف طریقہ پر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ہر بدعت رافع سنت ہوتی ہے، اور اس میں کوئی تخصیص نہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ

ہر بدعت سیئہ ہے، حدیث میں آتا ہے:

« مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بَدْعَةً إِلَّا رَفَعَ مِثْلَهَا مِنَ السَّنَةِ »

فتمسك بسنة خير من إحداث بدعة «

”جب کوئی قوم کوئی بدعت نکالتی ہے تو اسی کے بقدر سنت اٹھا لی جاتی ہے، پس سنت سے وابستگی بدعت کی ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔“

حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بَدْعَةً فِي دِينِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللَّهُ مِنْ سَنَتِهِمْ »

مثلاً، ثم لا يعيدها اليهم الى يوم القيامة «

”جب بھی کوئی قوم اپنے دین میں کوئی بدعت پیدا کرے گی تو ضرور اللہ تعالیٰ ان سنتوں میں سے جن پر وہ عمل پیرا ہیں کوئی سنت ضرور سلب کر لے گا پھر قیامت تک وہ ان کو واپس نہ دے گا۔“

جاننا چاہیے کہ بعض بدعتیں جن کو علماء و مشائخ نے حسنہ سمجھا ہے، جب ان پر اچھی طرح سے غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی رافع سنت ہیں۔“

اسی مکتوب میں بدعت حسنہ کے وجود کا بالکل انکار کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”لوگوں نے کہا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ، اس نیک عمل کو بدعت حسنہ کہتے ہیں، جو عہد رسالت اور خلفائے راشدین کے زمانہ کے بعد پیدا ہوا ہو، اور اس سے کوئی سنت نہ اٹھتی ہو۔ اور بدعت سیئہ وہ ہے، جو رافع سنت ہو۔

اس فقیر کو ان بدعات میں سے کسی بدعت میں حسن و نورانیت نظر نہیں آتی اور اس میں سوائے ظلمت و کدورت کے کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ فرض بھی کر لیا جائے کہ آج کسی عمل مبتدع میں ضعف بصارت کی وجہ سے تازگی اور صفائی نظر آتی ہے تو کل جب نظر تیز اور دور بین ہوگی تو خسارہ کے احساس اور ندامت کے سوا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔

بوقت صبح شود ہم چو روز معلومت
کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور
سید البشر ﷺ فرماتے ہیں:

«من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد»

”جو ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز پیدا کرے گا جو اس کے اصل میں نہیں ہے تو وہ رد ہے، مقبول نہیں۔“

ان بدعات حسنہ میں جو اس زمانہ میں رواج پذیر ہو رہی تھیں، ایک محفل میلاد بھی تھی۔ اس کے مقصد اور عالی انتساب کی وجہ سے اس کا بدعت کہنا اور اس کی مخالفت بڑا نازک اور دشوار کام تھا اور اس سے عوام میں غلط فہمی پیدا ہونے اور اس کو بے ادبی اور محبت کی کمی پر محمول کرنے کا خطرہ تھا۔

لیکن حضرت مجدد نے جن کو اس بارے میں کامل شرح صدر حاصل تھا، کہ جس چیز کا ثبوت خیر القرون میں نہیں ہے، اس میں دین کی ترقی اور امت کی فلاح نہیں ہے، اور اس میں مرور زمانہ کے ساتھ مختلف مفاسد کا اندیشہ ہے۔ آپ سے استفسار کیا گیا کہ اگر محفل میلاد مخطورات سے خالی ہو تو اس میں کیا حرج ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا:

”مخدوما! اس فقیر کے ذہن میں یہ آتا ہے کہ جب تک اس کا دروازہ مطلقاً بند کر دیا جائے گا، اہل ہوس اس سے باز نہیں رہیں گے۔ اگر ذرا بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا جائے گا تو رفتہ رفتہ بات کہیں سے کہیں پہنچ جائے گی۔“

”قلیلہ یفضی الی کثیرہ۔“

اس طرح حضرت مجدد کے اس مبصرانہ و جرأت مندانہ اقدام (بدعات کی عمومی مخالفت اور بدعت حسنہ کے وجود سے اختلاف) سے ایک بڑے خطرہ کا انسداد اور ایک بڑے دینی انتشار کا سد باب ہو گیا، جو غیر محقق علماء کی تائید، خانقاہوں کی سرپرستی اور خوش اعتقاد امراء و رؤساء کی دلچسپی اور حمایت کی وجہ سے اسلامی معاشرہ میں پھیلتا جا رہا تھا، فجنہ از

اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء

❀.....❀.....❀

اظہار تعزیت

گزشتہ دنوں ہمارے محترم و گرامی قدر علمائے کرام حضرت حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی، شیخ الحدیث مولانا محمد علی جان باز، مولانا شیخ الحدیث عبدالحکیم اوکاڑا، پروفیسر عبید السلام سرگودھا، حضرت شیخ الحدیث عبدالستار حسن لیہ، شیخ الحدیث مولانا محمد یحییٰ صاحب گوندلوی اور حافظ فیاض احمد فیاض صاحبان دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف سفر فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان بزرگوں کی وفات سے جماعت اہل حدیث ہی نہیں ان کے عزیز واقارب، دوست و احباب بھی صدمے سے دوچار ہوئے ہیں۔ دفتر الاعتصام میں بہت سے احباب نے اپنے تعزیتی کلمات سے مرحومین کو نوازا ہے اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی ہے۔ ان کے نام درج کیے جا رہے ہیں۔

- ① محمد صدیق صاحب چوئیاں ضلع قصور
- ② میاں محمد یوسف آپٹیکل سٹور مین بازار قصور
- ③ علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری، ننگن پور
- ④ حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی
- ⑤ شہادت طور لاہور
- ⑥ حافظ عبدالرحمن نعیم دارالاصلاح السلفیہ لاہور
- ⑦ حافظ محمد یحییٰ قاسم خطیب جامع مسجد رحمانیہ
- ⑧ قاری عبدالہادی ⑨ مولوی محمد ابراہیم منصور پوری
- ⑩ طلبا و طالبات مدرسہ للبنات مغل پورہ لاہور
- ⑪ قاری ذکاء اللہ حافظ آبادی
- ⑫ انجینئر عبدالسلام لاہور
- ⑬ ملک عبدالرشید عراقی، سوہدرہ
- ⑭ محمد رمضان یوسف سلفی فیصل آباد

[محمد سلیم چنیوٹی]

شیخ الحدیث حافظ عبدالستار حسن رحمہ اللہ

البحرہ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی

نام و نسب، ولادت:

حافظ عبدالستار حسن بن ولی محمد بن گلاب دین بن اللہ دتہ۔ آپ تقریباً ۱۹۴۴ء کو ترن تارن شہر ضلع امرت سر میں متولد ہوئے۔

حصول تعلیم:

آپ نے مدرسہ محمدیہ بورے والا سے قرآن کریم حفظ کیا۔ بعد ازاں مشہور عالم دینی درس گاہ ”الجامعۃ السلفیہ فیصل آباد“ سے دینی علوم کی تکمیل کی۔ فاضل عربی اور وفاق المدارس السلفیہ کے امتحانات پاس کیے۔

اساتذہ کرام:

آپ کے عالی قدر اساتذہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

قاری خدا بخش سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ، قاری غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ، قاری محمد انور فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا محمد صادق خلیل رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا محمد یعقوب قریشی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا محمد بن یامین، مولانا علی محمد سلفی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد صاحب شجاع آبادی۔

تدریس:

آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل اور درس نظامی کی تکمیل کے بعد ۱۹۶۹ء سے تدریس کا آغاز کیا۔ آپ نے ”الجامعۃ السلفیہ فیصل آباد، جامعہ اسلامیہ لاہور، جامعہ کمالیہ راجوال“ اور ”جامعہ محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھاکشن“ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۹۰ء سے معبد الشریعہ والصناعۃ کوٹ ادو میں بطور شیخ الحدیث و مفتی دینی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

آپ کی ساری زندگی علوم دینیہ کے حصول اور ان کی نشر و اشاعت

میں بسر ہوئی۔ آپ ایک قابل، محنتی اور از حد مخلص استاذ تھے۔

افتاء:

آپ ایک تجربہ کار مفتی بھی تھے۔ علاقے کے لوگ آپ کے فتویٰ پر اعتماد کرتے تھے۔ آپ خطابت اور افتاء کی خدمات بے لوث سرانجام دیتے تھے۔ زندگی بھر کبھی آپ نے ان امور کے معاوضہ کی خواہش نہیں رکھی۔

خطابت:

آپ ایک باوقار اور منجھے ہوئے خطیب تھے۔ انداز بیان بالکل سادہ اور پرکشش ہوتا۔ فرقہ واریت سے ہٹ کر خالص قرآن وحدیث بیان کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ علاقے کا سنجیدہ اور تعلیم یافتہ طبقہ آپ کے ہاں آکر نماز جمعہ وعیدین ادا کرتا۔ لوگ دور دراز سے آکر آپ کے خطبات سے فیض یاب ہوتے۔ جامع مسجد اہل حدیث لیہ کی تاسیس سے لے کر تادم واپس آپ یہاں مستقل طور پر خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ مسجد کی مکمل تعمیر آپ کی زیر نگرانی اور آپ کی کوششوں سے عمل میں آئی، تقبل اللہ۔

سیرت و کردار:

مرحوم انتہائی منسار، خوش اخلاق اور ہنس مکھ تھے۔ ہر کہ و مہ سے انتہائی احترام کا برتاؤ کرتے اور محبت سے پیش آتے۔ دیگر اہل علم کا انتہائی ادب سے نام لیتے۔ جسے آپ کی محفل میں کچھ وقت گزارنے کا موقع مل جاتا وہ ہمیشہ کے لیے آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔

آپ کچھ عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ بیماری کے دوران راضی برضائے الہی رہے۔ کبھی بے چینی یا پریشانی کا اظہار نہ کیا۔ نہایت ہی

بلند ہمت اور با حوصلہ تھے۔ آپ کا اخلاق مثالی تھا۔

تنظیمی وابستگی:

آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سے متعلق رہے۔ آپ مرکزی جمعیت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور ضلع لیہ کے امیر رہے۔ آپ مرکزی جمعیت سے وابستہ اہل علم و کارکنان اور قائدین سے والہانہ لگاؤ رکھتے تھے۔

قطر الرجال کے اس دور میں آپ کا وجود علمی و جماعتی حلقوں کے لیے غنیمت تھا۔

سفر آخرت:

بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت موعود آں پہنچا اور علم و عمل کا یہ آفتاب، اور حسن سیرت و کردار کا یہ مرقع عمر عزیز کی ۶۲ بہاریں گزر کر ۱۹ جنوری ۲۰۰۹ء بروز سوموار بعد نماز مغرب (۶:۲۰) پر اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنے رب کے حضور جا پہنچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

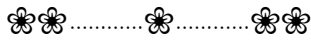
مرحوم اپنے علاقے کے ہر طبقے میں مقبول اور ہر دل عزیز تھے۔ آپ کی وفات کی خبر راتوں رات ملک بھر میں پھیل گئی۔ آپ کے سینکڑوں عقیدت مند آپ کا آخری دیدار کرنے اور نماز جنازہ میں شرکت کے لیے دور دراز کا سفر کر کے منگل کے دن دوپہر تک لیہ پہنچ گئے۔ جنازے میں شریک ہر آنکھ اشک بارتھی۔ بعد از نماز ظہر آپ کی میت کو گھر سے اٹھایا گیا۔ ازدحام کے پیش نظر چارپائی کے ساتھ طویل بانس باندھ دیئے گئے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو کندھا دینے کی سعادت نصیب ہو سکے۔

ان کی نماز جنازہ اڑھائی بجے فیملی پارک میں ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض راقم الحروف نے ادا کیے۔ اس سے قبل حافظ عبدالحفیظ مدنی لاہور، حافظ عبدالمکریم صاحب ناظم اعلیٰ، مولانا عبد الرشید حجازی ناظم تبلیغ، قاری عبد الرحیم کلیم، مولانا عبد القہار برق التوحیدی اور دیگر بہت سے احباب نے حافظ صاحب کی وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے اپنے تاثرات بیان کیے۔ تمام مکاتب فکر اور جملہ طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں نے جنازے میں شریک ہو کر

آپ سے اپنی محبت اور تعلق کا اظہار کیا اور ان کے لیے بلندی درجات کی دعائیں کیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر پروفیسر حافظ ساجد میر، ڈاکٹر حافظ عبدالمکریم (ناظم اعلیٰ)، پروفیسر عبد الرحمن لدھیانوی (امیر پنجاب) قاضی ریاض قدیر، ڈاکٹر حافظ عبد الرشید انظر، مولانا حفیظ الرحمن لکھنوی، مولانا سیف اللہ خالد بھکر، حافظ ابوبکر گگو منڈی، مولانا احمد علی سیف و ہاڑی، مولانا محمد عبد اللہ سلفی کوٹ اڈو، مولانا اکرم شہزاد اور مولانا شفقت رندھاوا چوک اعظم اور بہت سے احباب نے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت حافظ صاحب مرحوم کی دینی خدمات کو قبول کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔



ضرورت برائے خطیب

مسک اہل حدیث کے پنجابی زبان کے بہترین خطیب شادی شدہ نوجوان اگر کسی مسجد میں خطیب و امام مدرس کی ضرورت ہو تو احباب رابطہ فرمائیں۔

[0300-5356125 / 0346-7905240]

قاری محمد زکریا رحمانی وفات پا گئے

قاری محمد زکریا رحمانی جھوک دادو طور تان دلیا نوالہ ضلع فیصل آباد (حال مقیم: شوکت کالونی بیگم کوٹ شاہدہ لاہور) ۲۹ جنوری ۲۰۰۹ء کی شب مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم نے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہیں۔

قاری ساجد طور کے والد کا انتقال پر ملال

قاری ساجد طور چک نمبر ۴۲، فیصل آباد کے والد محترم احمد طور ۲۹ جنوری ۲۰۰۹ء کی شب حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی نماز جنازہ، قاری رائے محمد ایوب (تان دلیا نوالہ) پڑھائی۔ قارئین مرحومین کے لیے بخشش کی دعا کریں۔

[شہادت طور، منیجر تنظیم اہل حدیث، لاہور۔ 0300-4583187]

امن و سلامتی کا دین

محمد سلیم چنیوٹی

انھیں کھانا اور دیگر ضروریات زندگی بھی دوسرے لوگ مہیا کرتے تھے۔ پھر جب یہی لوگ تعلیمات رسالت و نبوت سے دل و دماغ کے بند در پیچے روشنی سے ہمکنار کر چکے اور انھوں نے تبلیغی نکتہ نظر سے تعلیمات رسالت کو پھیلانا شروع کر دیا تو انھیں بھی اپنے ہادی و مرشد جناب رسالت مآب ﷺ کی طرح مصائب و آلام سے گزرنا پڑا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا، قافلہ نبوی ﷺ میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ پھر ان مسلمانوں کی تعداد جب تین سو تیرہ ہوئی تو انھیں میدان کارزار بھی گرم کرنا پڑا۔ کفار کے ایک ہزار کے لشکر سے ان کو واسطہ پڑا۔ بدر کربئی کا میدان سج گیا وہاں میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ ایک ہزار کے لشکر میں سے چیدہ چیدہ سردار کام آ گئے۔ مسلمانوں کی ان کفار پر ہیبت ایسی بیٹھی کہ ان میں سے کئی مزید اسلامی تعلیمات کو اپنانے لگے۔ پھر کفار ہی میں سے اسلام کی طرف راغب ہونے والوں نے اُحد، خندق، احزاب جیسے میدانوں میں اسلامی سطوت اور شان و شوکت کے جھنڈے لہرائے۔ کفر کا سر نیچا کیا، باطل کو دم دبا کر بھاگتے بنی۔

موجودہ دور اپنی تمام تر جدتوں اور وسائل سے بھرپور ہے۔ مگر اسلام اور اس کی واضح تعلیمات سے اب بھی ائمہ کفر خائف رہتے ہیں۔ انھوں نے اپنے سارے وسائل کا استعمال صرف اسلام کے نام لیواؤں اور اس کی تعلیمات کو پھیلانے والوں کو دبانے کے لیے ترتیب دے رکھا ہے۔ اسلام اپنے شروع دن سے لے کر آج تک اپنی آغوشِ رحمت میں لوگوں کو لیتا آیا ہے اور تا قیامت لیتا ہی آئے گا۔ غلبہ صرف اسلام ہی کا ہوگا۔

((الاسلام یعلو ولا یعلیٰ علیہ))

یہی وجہ ہے کہ گوانتانامو جیسے عقوبت خانے، عراق و افغانستان اور

دور حاضر کا سب سے بڑا مسئلہ امن کی بحالی قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امن کو رائج رہنے اور اس کے دیر پا قیام کے لیے تھوڑی ہی مدد و معاون ہو سکتی ہے۔

مسلمانانِ عالم کو اللہ کریم نے اسلام جیسے دین سے نوازا ہے۔ اسلام کی تعلیمات اپنے پیروکاروں کو امن و سلامتی کی راہیں بھاتی اور ان کی طرف راغب کرتی ہیں۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ اسلام کے آنے سے پہلے یعنی رہبر اعظم، صاحب شریعت پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت مبارک سے قبل دنیا میں اندھیر نگری تھی۔ عورت کی عزت و عظمت بحال نہ تھی۔ معمولی معمولی باتوں پر جھگڑتے تھے۔ ایک جھگڑائی کئی دن اور کئی مہینے چلتا تھا۔ تلواریں کھینچ آتیں اور قبیلوں سے قبیلے نبرد آزما رہتے تھے۔ آپروری اور سرداری نظام قائم تھا۔ علیٰ ہذا القیاس پیغمبر رحمت ﷺ کی بعثت مبارک ۵ عام الفیل میں ہوئی۔ اندھیرے چھٹ گئے۔ روم و ایران کے محلات میں روشنی ہونے لگی۔ قیصر و کسریٰ کے برج ڈھے گئے۔ ہادی عالم نے بچپن سے جوانی اور جوانی سے رسالت و نبوت کے دور میں قدم مبارک رکھا تو آپ ﷺ پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ سردارانِ قریش نے اپنی چودھراہٹ کے بل بوتے پر پیغمبر رحمت پر طرح طرح کی تکالیف سے، طرح طرح کے پینتروں سے انھیں ستانا شروع کر دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ عز و جل نے اپنے پیغمبر ﷺ کی ہر وقت اور ہر طرح مدد و نصرت فرمائی۔ پیغمبر رحمت علیہ التحیۃ والثناء کی تبلیغ کا انداز اس طرح واضح اور نکھرا ہوتا تھا کہ جو آپ ﷺ کے قریب بیٹھ جاتا وہ پھر آپ ہی کا ہو جاتا تھا۔ شروع شروع میں آپ ﷺ کے قریب سادہ، ان پڑھ، غریب اور بے یار و مددگار لوگ آئے۔ اصحاب صفہ تو مسجد نبوی ﷺ ہی میں رہتے تھے۔

آج ہمارے علماء، خطباء، مبلغین کو چاہیے کہ وہ صحیح اسلامی تعلیمات کو دنیا میں پھیلانے کا عزم کر لیں تو دنیا سے جہالت، تنگ نظری، فرقہ واریت، لسانی و صوبائی جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔ مخالفت اسلام ختم ہو سکتی ہے۔ صحیح اسلامی تعلیمات کا بول بالا ہو سکتا ہے۔ بیروان اسلام میں اضافے کے ساتھ ساتھ غلبہ اسلام کی تحریک پورے عروج پر چل سکتی ہے۔

اللہ کریم ہم سب کی مدد و نصرت فرمائے۔ ہمیں اپنے پیغمبر ﷺ کی سیرت پر چلنے کی توفیق سے نوازے، آمین۔



پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد دین قاسمی صاحب کے لیے

دعائے صحت

معروف مصنف اور علمی شخصیت پروفیسر ڈاکٹر محمد دین قاسمی صاحب گزشتہ دنوں سیڑھیوں سے گر گئے تھے اور ان کی دائیں ٹانگ کی ہڈی فریکچر ہو گئی تھی۔ قارئین کرام ڈاکٹر صاحب کی صحت کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ [محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد]

حافظ عبدالوہاب روپڑی کا دورہ امریکا

ممتاز سکالر حافظ عبدالوہاب روپڑی (مرکزی سیکرٹری اطلاعات جماعت اہل حدیث پاکستان) عالمی بین المذاہب کانفرنس میں شرکت کی غرض سے گزشتہ دنوں امریکا کے دورے پر روانہ ہو گئے۔ ان کا یہ دورہ تبلیغی نکتہ نظر کا حامل ہے اور ایک ماہ بعد واپسی ہوگی۔ دفتر جماعت اہل حدیث پاکستان لاہور۔ 7656730

مولانا محمد ابراہیم خادم قصوری کے خطابات

علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری رحمہ اللہ نکلن پوری ضلع قصور سیرت النبی ﷺ کے سلسلے میں مختلف مقامات پر خطاب فرمائیں گے۔ موصوف بعارضہ جگر علیل ہیں۔ احباب سے دعائے صحت کی بھی درخواست ہے۔

صاحبزادہ محمد اسحاق خادم قصوری

نائب خطیب جامعہ ابراہیمیہ نکلن پور

فلسطین میں بے پناہ تشدد اور خون خرابے کی سروسامانیوں کے باوجود اسلام کفر کے ایوانوں تک جا پہنچا ہے۔ بش مسلم کش جس کی کھوپڑی میں اسلام کے متعلق بڑے شکوک و شبہات تھے۔ اہل اسلام کے خلاف اس نے صلیبی جنگ کی ابتدا کر رکھی تھی۔ آخر دم تک وہ اسی جنگ کو جاری رکھے ہوئے تھا تا آنکہ نبرد کی سنت پر چلتے ہوئے ایک مسلمان عراقی کے جوتوں سے ”تواضع“ کروا کر وائٹ ہاؤس سے رخصت ہو گیا۔

اب اللہ کی شان دیکھیں اور ملاحظہ کریں کہ اسی وائٹ ہاؤس میں اسلام کے خلاف منصوبے بننے رہے۔ اسلام اور اہل اسلام کو مصائب و آلام میں جکڑنے کی سازشیں ہوتی رہیں۔ بش کی جگہ اب اوہامانے سنبھالی ہے۔ اس نے گزشتہ دنوں اپنے ایک دعائیہ ناشتے و تقریب میں خطاب کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث مبارک کا حوالہ بھی دیا ہے۔

گویا کہ وائٹ ہاؤس میں اسلام کا بول بالا ہو گیا ہے۔ اسلام کی تعلیمات جو سراسر امن کی پاسبان، سلامتی کی ضمانت، دنیوی اور اخروی فلاح کی آئینہ دار ہیں۔ اس کی ہی تاثیر ہے کہ غیر مسلم عوام، غیر مسلم فوجیوں اور افسروں اور طائفوں اقوام میں اسلام آہستہ آہستہ گھر کرتا جا رہا ہے۔ دہشت گردی کو ختم کرنے کے نام سے بش کی پکار دہ جنگ کے دوران بڑے بڑے صحافی مرد و خواتین، عسکری جوان و افسران نے اسلام کو بخوشی قبول کیا ہے۔ افغانستان اور عراق کے محاذوں پر مسلمان انھیں اپنے دین کی تعلیمات کے ذریعے دائرۃ اسلام میں داخل کر رہے ہیں۔

برطانیہ، آسٹریلیا، جاپان، کینیڈا سمیت اقوام کفر میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ مصیبت کے بعد آسانی ہے۔ یہی مصائب آسانیاں لاتے ہیں۔ تاریخ اسلامی میں بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضرت یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، اور دیگر کئی اصحاب و صحابیات پیغمبر ﷺ پر مظالم کے پہاڑ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔

اسلام ایک امن پسندی کا دین ہے۔ اس میں رحمت ہی رحمت ہے۔ یہ تشدد اور تنگ نظری سے کوسوں دور ہے۔ اس مذہب پر چل کر جاہل، عالم بننے، کند ذہن اسلام کی روشنی سے ذہانت و فطانت کے پیکر بن جاتے ہیں۔

فہرست کتب

ن ۶۷ نکاح اور شادی (اسلامی نقطہ نظر سے، ص: ۱۶) نوری مشن
مالیگاؤں

۲۹۷ء ۳۲۲ مولانا نذیر الحق

ن ۴۲ شادی بیاہ کے اسلامی احکام، ص: ۱۰۰، فیروز سنز لمیٹڈ
لاہور ۱۹۵۷ء

۲۹۷ء ۳۲۲ حافظ صلاح الدین یوسف ؒ

ی ۷۷۷ مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں، ص: ۸۸،
دارالسلام لاہور

۲۹۷ء ۳۲۲ محمد اقبال کیلانی

ک ۹۴ طلاق کے مسائل، ص: ۱۰۴، حدیث پہلی کیشنز لاہور

۲۹۷ء ۳۲۲ حافظ صلاح الدین یوسف ؒ

ی ۷۷۷ مسنون نکاح اور شادی بیاہ کی رسومات، ص: ۱۱۰،
دارالسلام سیکرٹریٹ لاہور

۲۹۷ء ۳۲۲ حافظ صلاح الدین یوسف ؒ

ی ۷۷۷ ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل، ص: ۲۳۶،
دارالسلام سیکرٹریٹ لاہور

وراثت کے بارے میں

۲۹۷ء ۳۲۲ سلطان محمود

س ۸۳ ظلم پنجاب، ص: ۱۲۰، مطبع کلیسی واقع کلکتہ ہرنیس روڈ

۲۹۷ء ۳۲۲ ابوالسلام محمد صدیق

ص ۵۱ تعلیم الفرائض، ص: ۶۴، ادارہ احیاء السنۃ النبویہ سٹلائٹ
ٹاؤن سرگودھا

۲۹۷ء ۳۲۲ حافظ محمد بنیامین طور

ط ۸۱ الطور الناجی شرا السراجی، ص: ۲۲۴، مکتبہ قدوسیہ لاہور

۲۹۷ء ۳۲۲ مولانا محمد عبداللہ صاحب

ع ۵۸ تسہیل الفرائض، ص: ۵۶، شیخ جان محمد الہ بخش تاجران
کتب کشمیری بازار لاہور ۱۹۲۹ء

۲۹۷ء ۳۲۲ محمد کرم شاہ

ک ۴۳ دعوت فکر و نظر، ص: ۴۸، بھیرہ ضلع گوجراں والا

۲۹۷ء ۳۲۲ محمد اقبال کیلانی

ک ۹۴ نکاح کے مسائل، ص: ۱۸۴، حدیث پہلی کیشنز شیش محل روڈ
لاہور

۲۹۷ء ۳۲۲ حافظ مبشر حسین لاہوری

م ۱۸۹ جہیز کی تباہ کاریاں، ص: ۱۳۵، مبشر اکیڈمی لاہور دسمبر ۲۰۰۴ء

۲۹۷ء ۳۲۲ مولوی محمد بن ابراہیم

م ۲۸۱ رد الاحداث فی الطلاق الثلاث المعروف نکاح محمدی،
ص: ۱۱۶، مکتبہ محمدیہ محمدی کالونی اورنگی کراچی

۲۹۷ء ۳۲۲ محمد

م ۲۸۱ یہ اسلام ہے؟ عورت کو زندہ دفن کر دو (پہلا حصہ)،
ص: ۶۰، مرکز تحقیق و اشاعت و مسجد اتحاد المسلمین مدینہ ٹاؤن
لاہور

۲۹۷ء ۳۲۲ مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

م ۲۸۱ نکاح محمدی، ص: ۱۱۵، مکتبہ محمدیہ اردو بازار لاہور مارچ
۱۹۹۵ء

۲۹۷ء ۳۲۲ مولانا محمد حیات محمدی

م ۵۶۸۲ تین طلاق، ص: ۵۳، جامع مسجد عزیز یہ اہل حدیث
ڈسکہ-س، ن

۲۹۷ء ۳۲۲ مولانا شکر اللہ صاحب نعمانی

ن ۶۷ اسلام کا نظام طلاق، ص: ۲۷۲، عزیر الاعظمی ابراہیم پور محمد
آباد گوہنہ اعظم گڑھ یو پی

۲۹۷ء ۳۲۲ علامہ محمد عبدالمبین نعمانی مصباحی

پروگرام تحریک دعوت توحید پاکستان اکتوبر تا دسمبر 2008ء

یہ تحریک ہے کوئی مستقل جماعت نہیں اس لیے آپ اپنی اپنی جماعتوں اور منصب پر رہتے ہوئے اس کی بھی ذمہ داری قبول فرمائیں اور اپنے اپنے حلقوں میں توحید و سنت کا پرچار کریں۔ کیونکہ یہ مستقل جماعت نہیں اس لیے آپ پختہ، انسٹیٹوز اور وال چانگ پر تحریک کے نام کی بجائے اپنے ادارے یا جماعت کا نام لکھیں تو ہمیں از حد خوشی ہوگی۔ مولانا ابوالخیر صاحب کے تحت تحریک میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ ہم سے رابطہ فرمائیں۔ تحریک کے پروگراموں کا کسی پر مالی بوجھ نہیں ہوگا۔ درج ذیل مختلف پروگراموں میں حصہ لینے والے علمائے کرام کے اساتذہ کرامی: قاری عصمت اللہ ظہیر قلعہ دیدار کنگہ، قاری عبدالستار اصغر لاہور، مولانا عبدالرشید راشد کھنڈیاں، مولانا حکیم ثناء اللہ چوہانیاں، قاری تاج دین شاکر چوکی، مولانا شریف غازی بینارہ، مولانا تنویر فاروقی ساہو کے، قاری حبیب الرحمن لاہور، مولانا کاشف منظور لاہور، مولانا عبدالواحد ٹھیک موڑ، مولانا اکرم ربانی، وہاڑی مولانا سلیمان اثری فاروق آباد، مولانا یحییٰ وٹو۔ ان کے تحریک میں حصہ لینے تمام پروگراموں میں شرکت کی۔ انصار، چوہدری، 74

| تاریخ | دن | وقت | مقام | تاریخ | دن | وقت | مقام |
|-------|--------|------|---|-------|--------|------------------------------|--|
| 3 | اتوار | مغرب | مسجد فاطمہ گوجرانوالہ۔ عشاء فیروز ڈوواں | 17 | بدھ | بجانب یونیورسٹی ہاسٹل نمبر 3 | |
| 5 | منگل | | مسجد حافظ یونس لاہور روٹے والا | 18 | جمعرات | فجر | مرید کے |
| 11 | سوموار | مغرب | بھلیانہ نزد بھائی پھیرو | 20 | ہفتہ | | مسجد لیاقت چوک بنہ زار لاہور |
| 12 | منگل | عصر | مبارک مسجد چوہانیاں۔ عشاء مرکز اسلامی ٹھیک موڑ | 21 | اتوار | فجر | مسجد مصطفیٰ ٹاؤن، مصر فلیٹ واڈ کا کالونی |
| 13 | بدھ | | عصر فاروق آباد۔ مغرب مسجد احمدیت صدر آباد | 22 | سوموار | فجر | چاند میرج ڈسک |
| 15 | جمعہ | عشاء | کانفرنس چوک داگراں | 4 | ہفتہ | ظہر | مسجد مولانا معراج دین قصور رکن پورہ |
| 16 | ہفتہ | | کانفرنس وادی سون خوشاب | 5 | اتوار | | مسجد مقدس لاہور |
| 17 | اتوار | | 4 پروگرام ضلع میانوالی | 6 | سوموار | عصر | مسجد ابوبکر گرین ٹاؤن لاہور |
| 19 | منگل | عشاء | جلسہ 168/9-1 چچہ ڈٹنی | 12 | اتوار | عشاء | جلسہ منڈی ڈھاباں |
| 20 | بدھ | عشاء | مسجد ربانی پورے والا | 15 | بدھ | عصر | جامعہ محمدیہ کوٹ جلال دین |
| 22 | جمعہ | | جامعہ محمدیہ لیاقت پور شہر مغرب ظاہر پور | 16 | جمعرات | عصر | مسجد جگہ گوجرانوالہ |
| 24 | اتوار | مغرب | محمدی مسجد مرید کے | 21 | منگل | | مسجد منزل کاہنہ دھب سڑی |
| 25 | پیر | مغرب | مرکزی مسجد حبیب آباد | 24 | جمعہ | عشاء | محمدی مسجد رضا آباد فضل آباد |
| 27 | بدھ | عشاء | مرکزی مسجد بھائی پھیرو | 25 | ہفتہ | عشاء | گھاٹ چھاٹکا ٹاٹا |
| 28 | جمعرات | مغرب | جاگووالہ۔ عشاء جمہر کلاں | 31 | جمعہ | مغرب | مرکزی مسجدی موڑ کھنڈا |
| 30 | ہفتہ | عشاء | مرکزی مسجد میاں چٹوں | 9 | اتوار | عشاء | جامع مسجد بیلا پور شہر |
| 31 | اتوار | مغرب | مسجد توحید تاجپورہ | 12 | بدھ | مغرب | مرکزی مسجد کھنڈیاں، عشاء بدھامی کے شام کوٹ |
| 3 | پیر | بدھ | مسجد مبارک چوکی | 14 | جمعہ | | کانفرنس غازی بینارہ |
| 4 | جمعرات | مغرب | ریٹال خورد جامعہ ابو ہریرہ | 17 | سوموار | | مسجد خلفائے راشدین علی پور |
| 7 | اتوار | فجر | مسجد مدر لاہور | 19 | بدھ | ظہر | خوشاب۔ عصر جوہر آباد۔ مغرب پیٹیاں۔ عشاء میانوالی |
| 8 | سوموار | فجر | مسجد اتفاق ٹاؤن لاہور | 20 | جمعرات | عصر | ہری پور۔ مغرب جمادریاں۔ عشاء بھیرہ |
| 9 | منگل | عصر | گھوڑے شاہ روڈ گوجرانوالہ، فجر میرج ہال ٹاؤن شپ | 23 | اتوار | ظہر | مسجد مبارک چوہانیاں |
| 11 | جمعرات | فجر | مسجد توحید مرید کے | 26 | بدھ | عصر | مسجد پروفیسر سرفراز لنگھوی دیپالپور |
| 12 | جمعہ | | غازی بینارہ مسجد مولوی شریف | 5 | جمعہ | | لٹان۔ عصر اجلاس۔ مغرب شجاع آباد۔ عشاء جلال پور |
| 13 | ہفتہ | عصر | مرکزی مسجد منڈی ڈھاباں | 6 | ہفتہ | عشاء | کرود پکا۔ ظہر کیر والا۔ عصر خانیوال۔ مغرب وہاڑی |
| 14 | اتوار | فجر | مسجد ابوبکر سکیم موڑ، عصر مسجد احمدیت، والٹن پیر کالونی | 13 | ہفتہ | عصر | محمدی مسجد لاجپت روڈ شاہدرہ لاہور |
| 15 | سوموار | فجر | مسجد مبارک مرید کے | 29 | سوموار | ظہر | سلطان محمد میرج ہال کھالی بائی پاس گوجرانوالہ |
| 16 | منگل | مغرب | لاہور شاہ نور مسجد پروفیسر نجیب | -- | -- | -- | -- |

بائیں بائیں درج کے میلہ پر ہزاروں کے تعداد میں غفلت، سیکرہ تقسیم کیے گئے اور نمایاں مقام پر انکس کو اے گئے۔ جس میں غریب درج تھے

① حاجت روا مشکل کشا ایک خدایا ایک خدا ① فوت شدگان کا احترام مگران سے اکتا احترام

② قبروں کا احترام مگران کو کچھ حرام ② عظمت توحید اور حرمت رسول ﷺ پر جان بھی قربان ہے

حضرت علی جوینی کے میلہ پر 14 تا 16 فروری لاہور شہر میں 100 سے زائد انکس کو اے گئے ہیں جن پر توجہ والا لکھتے درج ہیں۔ 042-5417233, 0333-4566379

قرآن کیا ہے؟

①

| | |
|---|--|
| منزل و مقصودِ قرآن دیگر است قرآن کی منزل اور اس کا مقصد کچھ اور ہی ہے | رسم و آئین مسلمان دیگر است اور مسلمان کی زندگی کے اصول کچھ اور ہی ہیں |
| در دلِ او آتش سوزندہ نیست آج مسلمان کے دل میں باطل سوز آگ نہیں ہے | مصطفیٰ در سینہ او زندہ نیست اور عشقِ مصطفیٰ اس کے سینہ میں زندہ نہیں ہے |
| بندہٴ مومن ز قرآن بر نخورد مسلمان نے قرآن سے مکمل فائدہ نہیں اٹھایا | در ایامِ او نہ مے دیدم نہ درد میں نے اس کے پیالے میں نہ شراب دیکھی نہ تلچھٹ |
| خود طلسمِ قیصر و کسری شکست اُس نے خود تو قیصر و کسری کا جلوہ توڑا | خود سرِ تختِ ملوکیت نشست اور پھر خود ہی ملوکیت کے طور طریقے اختیار کر لیے |
| تا نہالِ سلطنت قوت گرفت! جب تک حکومت کا پودا بڑھ کر طاقت پکڑ گیا | دین او نقشِ ملوکیت گرفت اس کے مذہب نے بھی ملوکیت کے اصول اپنا لیے |
| از ملوکیت نگہ گردِ دگر اور ملوکیت سے تو قوموں کا اندازِ نظر ہی بدل جاتا ہے | عقل و ہوش و رسم و راہِ گردِ دگر اور ان کے عقل و ہوش اور رسم و راہ کچھ اور ہو جاتے ہیں |